التفسیر المیسر

جزء قد سمع کی مختصر تفسیر

تفسیر: مختلف علماء کرام | ناشر: ملک فہد پبلیکیشن

ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ)

(دروس کی ٹرانسکرپٹ)

فہرست

التّفسیرالمُیسّر-مقدمہ 3

058:سورۃالمجادلۃ 7

059:سورۃالحشر 16

060:سورۃالممتحنۃ 25

061:سورۃالصَّفّ 32

062:سورۃالجمعۃ 38

063:سورۃالمنافقون 42

064:سورۃالتغابن 47

065:سورۃالطلاق 55

066:سورۃالتحریم 61

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

التّفسير المُيسّر - مقدمہ

تفسیر میسر کے تعلق سے ایک چھوٹا سا مقدمہ اور پھر ان شاءاللہ تفسیر کا آغاز کرتے ہیں۔ مقدمہ میں دو مختصر باتیں کرتے ہیں، پہلی بات یہ ہے کہ قرآن مجید کا تفسیر کا علم حاصل کرنے کی کیا فضیلت ہے اور ہم یہ علم کیوں حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اور دوسری بات تفسیر میسر کے متعلق چند اہم باتیں۔

قرآن مجید کا علم حاصل کرنے کی فضیلت کے تعلق سے کئی دلائل موجود ہیں۔ ہم یہ علم کیوں حاصل کرنا چاہتے ہیں، ان میں سے چند دلائل میں بیان کرتا ہوں سب سے پہلا اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ [ص: 29]

یہ کتاب ہے ہم نے اس کو نازل کیا ہے آپ کی طرف اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبارک کتاب ہے بابرکت کتاب ہے۔

کس چیز میں برکت ہے؟ برکت کیسے حاصل کی جائے گی؟

﴿لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ﴾ اس کے آیت میں غور و فکر کرنے سے ﴿وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ تاکہ **أُولُو الْأَلْبَابِ** عقلمند سمجھدار لوگ جو ہیں اس سے نصیحت حاصل کریں۔ ہم یہ علم کیوں حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ کیونکہ ہم نصیحت حاصل کرنا چاہتے ہیں، ہدایت کا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں، تقوی کا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں غور و فکر کرنا چاہتے ہیں اللہ تعالی کی آیات میں اور اس عظیم کتاب کے ساتھ جو بھی برکتیں جڑی ہیں وہ برکتیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

اور یہ تمام چیزیں بغیر صحیح سمجھ کے ممکن نہیں ہیں اور صحیح سمجھنے کے لئے اس درس کا آغاز کیا ہے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ [الرعد: 28]

ایمان والوں کے دل جو ہیں وہ اللہ کے ذکر سے سکون پاتے ہیں اطمینان پاتے ہیں اور اللہ تعالی کے ذکر سے ہی دلوں میں سکون پیدا ہوتا ہے۔

تو سکون قلب کے لئے اگر ہم اپنے دل کو قرآن مجید سے نہیں جوڑیں گے تو پھر اطمینان و سکون حاصل ہو ہی نہیں سکتا اس دنیا میں کیوں کہ یہ دنیا سکون کی جگہ ہے ہی نہیں اگر آپ سکون کی تلاش میں ہے اور ہم سب سکون کی تلاش میں ہیں، اطمینان قلب جو ہے، ہر انسان کی بات میں کر رہا ہوں، ہر انسان کی خواہش ہے اور اس کا مقصد ہے کہ اس کا دل میں قرار اور سکون ہو دل کی بے قراری انسان کو ہلا کر رکھ دیتی ہے تو اللہ تعالی کے ذکر اور سب سے عظیم ذکر جو اللہ تعالی کا ہے وہ اللہ تعالی کا یہ پاک کلام قرآن مجید ہے تلاوت سے اور صحیح سمجھنے سے ہی دل پر اثر پیدا ہوتا ہے اور سکون و اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ صحیح بخاری کی معروف حدیث میں اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَه [صحيح بخاری:5027]

تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن مجید کا علم حاصل کرتے ہیں اور آگے اس کا علم بھی شیئر کرتے ہیں سیکھتے بھی ہیں اور سکھاتے بھی ہیں۔

اور یہ اللہ تعالی کا ہم سب پر کرم ہے اس وقت ہم یہ علم حاصل کر رہے ہیں۔

طبرانی میں ایک روایت بڑی پیاری روایت ہے علامہ البانی نے سلسلہ صحیحہ میں بیان کی ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: قرآن مجید قیامت کے دن ایک اجنبی شخص کی شکل میں آئے گا اور صاحب قرآن سے یہ سوال کرے گا کیا تو مجھے پہچانتا ہے میں وہی ہوں جو تجھے راتوں کو بیدار کرتا تھا اور دوپہر کو پیاسا رکھتا تھا۔ آج ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہے اور میں تیری خاطر ہر تاجر کے پیچھے ہوں پھر اسے دائیں ہاتھ میں بادشاہت دی جائے گی اور بائیں ہاتھ میں ہمیشگی دی جائے گی الخلد اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا، یہ اس شخص کے لئے جس نے قرآن مجید کا اہتمام کیا ہے دنیا میں علم حاصل کیا ہے سمجھا ہے اور عمل بھی کیا ہے۔

اچھا اگلی بات اس سے بڑی ہے۔اور اس کے والدین کو دو عمدہ پوشاکیں پہنائی جائیں گی وہ اس قدر پیش قیمت ہو نگی کہ الدُّنیا وما فیہا کی قیمت اس کے مقابلہ نہیں کر سکتی اتنے قیمتی ہوں گے۔وہ کہیں گے اے ہمارے رب یہ پوشاکیں ہمارے لئے کیوں؟یعنی کیسے۔جواب میں کہا جائے گا بیٹے کو قرآن مجید سکھانے کی وجہ سے۔آپ علم حاصل کرتے ہیں قرآن مجید کا صحیح سمجھتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں والدین دنیا سے چلے گئے ہیں لیکن آپ کے اس اچھے عمل کا اچھا بدلہ ان کو مرنے کے بعد بھی مل رہا ہے، صحیح تربیت کی ہے صحیح راستہ دکھایا ہے اور قرآن مجید کا علم صحیح طریقے سے صحیح جگہ سے حاصل کیا ہے اور اس بچے نے بچپن سے عمل کیا ہے اور بڑا ہو کر بھی قرآن مجید کا سمجھنے والا ہے عمل بھی کرنے والا ہے تو ایک تو اس کے لئے جو ہو گا داہنے ہاتھ میں بادشاہت بائیں ہاتھ میں خلد ہیشگی اور سر پر وقار کا تاج اور بلندی درجات اور وہ والدین جنہوں نے اچھی تربیت کی ہے وہ بھی اس خیر سے محروم نہیں رہیں گے سبحان اللہ۔اور بھی بہت ساری حدیثیں ہیں لیکن دیکھیں کہ دوایسا جوڑا کپڑے کا پوشاک ہے کہ ساری دنیا رشک کرے گی کہ کیا اتنی قیمتی اتنی قیمتی وہ خود حیران ہوں گے کہ یہ کہاں سے آگئے ہیں یعنی ہمارا وہ کون سا ایسا اچھا عمل تھا جس کی بنیاد پر اللہ تعالی نے ہمیں اس انعام اور احسان سے نوازا ہے۔میرے بھائیو! بچوں کی جو تعلیم صحیح تعلیم قرآن مجید کی صحیح تعلیم ہے ہم سے بچوں کی تعلیم کی بات کرتے ہیں قرآن بھی بچہ پڑھتا ہے، بھی کی بات کرتے ہیں مطلب ایسا کہ بچہ قرآن بھی پڑھ لے گا اللہ ہم پر رحم فرمائے باز ایسے لوگ ہیں جن کے بچوں قرآن کا صحیح تلفظ بھی نہیں کر سکتے سمجھنا تو دور کی بات ہے اصل بات تو عمل کی ہے ہم دل کی اثر کرنے کی بات کر رہے ہیں دل کے سکون کی بات کر رہے ہیں وغیرہ وغیرہ ہمارے معاشرے میں بعض ایسے بچے ہیں جو پڑھ نہیں سکتے ان کو کون پڑھائے گا کون سمجھائے گا؟اصل تو عمل کرنا ہے نا شروع ابتدا ہوتی ہے پڑھنے سے پھر سمجھنے سے غور و فکر کرنے سے پھر دل پہ اثر ہونے سے پھر عمل سے یہ ترتیب ہے یاد ہے نا آپ کو؟ تدبر قرآن کے درس میں یہ سٹیپس ہوتے ہیں جب پہلا ہی نہیں ہے تو پھر عمل کی بات ہم کیسے کریں جو آخری اسٹیپ ہے،اللہ تعالی ہم سب پر رحم فرمائے۔

ایک اور حدیث بڑی پیاری حدیث ہے صحیح مسلم کی روایت میں آیا ہے اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اہل صفہ میں سے تھے مدینہ میں فرماتے ہیں:ہم صفہ میں بیٹھے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہ فرمایا:تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ وہ ہر روز صبح کے وقت وادی بطحان یا وادی عقیق جائے اور کسی گناہ اور قطع رحمی کا ارتکاب کیے بغیر وہاں سے بڑی کوہان والی دو اونٹنیاں لے آئے؟

بڑی کوہان والی دو اونٹنیاں اس زمانے میں جیسے آج سب سے مہنگی ترین گاڑی کون سی ہے رولز رائس بھی پیچھے چلی گئی ہیں پتا نہیں آج کل کون سی ہے مرسیڈیز بھی شاید پیچھے چلی گئی ہے؟ چلیں مرسیڈیز ہی کر لیتے ہیں غریبوں کے لئے مہنگی ترین گاڑی جو ہے تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ فلاں جگہ پر جائے اور دو یہ مرسیڈیز گاڑی لے کے آئے،جو سب سے مہنگی ترین سواری ہے وہ لے کے آئے،بڑی نعمت جو سمجھی جاتی ہے۔فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب اسے پسند کرتے ہیں،اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی صبح کے وقت مسجد کیوں نہیں آتا کہ وہ اللہ تعالی کی کتاب سے دو آیتیں سیکھے یا پڑھے تو یہ اس کے لیے 2 اونٹنیوں سے بہتر ہے تین آیت 3 اونٹنیوں سے بہتر اور چار چار سے بہتر اور جتنی زیادہ ہو گی وہ اتنی زیادہ اونٹنیوں سے بہتر ہو گی ایک آیت ایک مرسیڈیز کار۔

دیکھیں:

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ [البقرة: 201]

ہمیں دنیا کی بھلائی خیر سے نہیں روکا گیا دیکھیں اونٹنی کا ذکر ہے نا، دنیا کی نعمت ہے کہ نہیں مال ہے کہ نہیں لیکن کیسی خوبصورت مثال ہے اور پیاری بات ہے یہ ہم سب خواہش رکھتے ہیں کہ دنیا اچھی ہو، میرے بھائی قرآن مجید کی علم سے دنیا و آخرت کی کامیابی جڑی ہوئی ہے دنیا میں بھی کامیاب عزت شرف ہے کامیابی ہے اور آخرت میں اس سے بھی بڑی کامیابی ہے، سبحان اللہ اور قرآن مجید علم دین کی اساس ہے قرآن مجید کی صحیح سمجھ میں سے ہی دین کی صحیح سمجھ آسان ہو جاتی ہے اور علم دین کی فضیلت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

صحیح متفقہ علیہ معروف حدیث ہے:من يُرِدِ الله به خيرا يُفَقِّهْهُ فِي الدين۔"جس کی اللہ تعالی بہتری چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے"

آپ دین کو سمجھ رہے ہیں علم التفسیر کی جب ہم بات کرتے ہیں اسا س کو آپ سمجھ رہے ہیں اب جسے اللہ تعالی اس کی توفیق دے دے اس سے بھلا انسان کون ہو سکتا ہے اور اس سے بڑھ کر کیا بھلائی ہو گی کہ اللہ تعالی آپ کو یہ توفیق عطا فرمائے اللہ تعالی مجھے توفیق عطا فرمائے کہ ہم قرآن مجید کا علم حاصل کر رہے ہیں اور جو صحیح تفسیر ہے وہ علم حاصل کر رہے ہیں۔

مقدمے میں دوسری بات:

اب تفسیر میسر کے تعلق سے چند اہم باتیں، نمبر ایک اس پیاری کتاب کا انتخاب کرنے کی وجہ کیا ہے اور دوسری بات اس کتاب کے ترجمہ اور شرح کا میرا کیا طریقہ رہے گا یہ دو چیزیں ہیں اس پر بات کرتے ہیں۔ پہلی بات اس پیاری کتاب کی انتخاب کی بنیادی وجہ نمبر 1 جیسا کہ اعلان میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کتاب کے مصنف مختلف علماء کرام ہیں سچ بات یہ ہے کہ تفصیل میں بھی نہیں جانتا کہ کون سے علماء کرام ہیں۔ لیکن یہ میں ضرور جانتا ہوں جیسے کے اس مقدمہ میں آپ دیکھ لیں، مقدمہ آپ ایک دفعہ پڑھ لیں یہ میری گزارش ہے پورا پڑھ لیں میں یہاں پے چند چیزیں اس کے تعلق سے بیان کرتا ہوں یہ چھوٹا سا ہے آپ پورا پڑھ لیں۔

اس مقدمے میں یہ لکھا ہے کہ فضیلۃ الشیخ صالح بن عبدالعزیز آل الشیخ حفظہ اللہ نے اس کی سرپرستی کی ہے، یعنی ان کی زیر سرپرستی میں یہ کتاب لکھی گئی ہے تفسیر میسر جو ہے۔ شیخ صالح آل الشیخ حفظہ اللہ جو ہیں سعودی عرب کے سابق وزیر مذہبی امور ہے اور معروف عالم دین ہیں۔

یہ سب سے پہلی وجہ ہے کہ ایک سلفی عالم ہے اور سعودی عرب کے مذہبی امور کے وزیر بھی رہ چکے ہیں ان کی زیر سرپرستی یہ تفسیر میسر جو ہے مختلف علماء نے اس کی تصنیف کی ہے اور انہوں نے خود بھی اس پر نظر ثانی کی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے اس کتاب کے مقدمہ میں تقریبا بارہ پوائنٹس لکھے گئے ہیں سب سے پہلا پوائنٹ سب سے بڑا پوائنٹ ہے ,سب سے عظیم پوائنٹ ہے کہ یہ تفسیر سلف کے فہم کے مطابق لکھی گئی ہے، خصوصی طور پر عقیدے کے معاملات میں اور یہی ہمارا اصل بنیادی مقصد ہے ہمارے علم سیکھنے کا اور سکھانے کا کے سب سے پہلے ہمارا عقیدہ صحیح ہو جائے اگر آپ کا عقیدہ صحیح ہو جاتا ہے پھر آپ کے لیے عبادات اور معاملات آسان ہو جاتے ہیں لیکن اگر عقیدہ ہی غلط ہو نعوذ باللہ تو پھر عبادات کی بھی صحیح توفیق نہیں ہوتی اور نہ ہی معاملات میں اللہ تعالی صحیح توفیق دیتا ہے یہ پہلا پوائنٹ آپ پڑھ لیں بڑا پیارا پوائنٹ ہے کہ سلف کے فہم کے مطابق عقائد میں خصوصی طور پر یہ تفسیر لکھی گئی ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ ایک ہی صفحہ پر مختصر اور کم الفاظ میں جامع معنی بیان کیے گئے ہیں۔ یعنی جتنی آیتیں ایک صفحہ پر ہے اسی صفحہ پر انہی آیات کی تفسیر لکھی گئی ہے اگلے صفحے میں کسی پچھلے صفحے کی تفسیر نہیں ہو گی یہ بھی ایک اچھی بات ہے مختصر تفسیر کے لئے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ معنی کی یکسانیت سے سمجھنے میں مزید آسانی اور مضبوطی حاصل ہو جاتی ہے یعنی انہوں نے ایک ہی معنی پوری کی پوری تفسیر میں لیا ہے۔

مثال کے طور پر الَّذِينَ آمَنُوا اور اتَّقُوا اللَّهَ ، چھوٹی سی مثالیں ہیں، آگے تفسیر میں بھی آئیں گی، ان شاء اللہ۔ اب جہاں پہ الَّذِينَ آمَنُوا یہ لفظ موجود ہے یہ جملہ موجود ہے وہاں پہ صدَّقوا بالله ورسوله وعملوا بشرعه یہ جملہ بار بار ملے گا آپ کو۔ الَّذِينَ آمَنُوا کون ہے؟

یہ وہ جنہوں نے تصدیق کی ہے اللہ تعالی کی اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اور شریعت پر عمل پیرا ہوئے۔ یہ الَّذِينَ آمَنُوا ہے اور اس میں دیکھیں کہ ایک جملے میں ایک جامع معنی آ گیا ہے تصدیق خبر کی تصدیق ہوتی ہے اور حکم کی تعمیل ہوتی ہے اور جس سے منع کیا گیا ہے اس سے اجتناب کیا جاتا ہے اسے کہتے ہیں شریعت اور اس پہ عمل کرنے والے کو مومن کہتے ہیں۔ الَّذِينَ آمَنُوا وہ ہیں جو شریعت پر عمل کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیغام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو سچ ماننے والے ہیں اس پر عمل کرنے والے ہیں۔

دوسری مثال اتَّقُوا اللَّهَ کا معنی جو ہر آیت میں بیان کیا گیا ہے یعنی خافوا الله بامتثال أوامره واجتناب نواهيه۔ جہاں پر اتَّقُوا اللَّهَ کا ذکر آئے گا نا پوری کتاب دیکھ لیں آپ، یہ جملہ آپ کو نظر آئے گا کہ اللہ تعالی سے ڈرو اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اور جس چیز سے اللہ نے منع کیا ہے اس سے اجتناب کرتے ہوئے۔ اب یہی معنی جب بار بار آپ دیکھیں گے تو تقوی کا معنی آپ کے لیے آسان ہو جائے گا اور یاد کرنے میں بھی اور عمل کرنے میں بھی آسان ہو جائے گا

۔دوسری بات جو اس کتاب کا ترجمہ اور شرح کا طریقہ جو رہے گا نمبر ایک میں آیت جو ہے وہ عربی میں پڑھوں گا اور الگ سے ترجمہ نہیں کروں گا میں ڈائریکٹ جو تفسیر ہے تفسیر میسر میں سے وہ پڑھوں گا اور ضرورت کے تحت آیات کو آپس میں جوڑ دوں گا کیونکہ آیات جو اس تفسیر میسر میں ہے الگ الگ ہیں ہر آیت کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے جوڑا نہیں گیا ہے تاکہ پڑھنے والے کے لیے آسانی ہو میں تفسیر میں جہاں پر ضرورت ہو گی آیات کو جوڑوں گا انہوں نے بعض آیات کو ایک ساتھ بھی بیان کیا ہوا ہے لیکن ضرورت کے تحت جہاں پر ضرورت ہو گی میں مزید آیت کو جوڑ دوں گا اور بنیادی پیغام اور سورت کی ابتدا اور اختتام پر غور کرتے ہوئے بعض اوقات اہم باتیں وہ بھی ان شاءاللہ مختصر انداز میں بیان کروں گا۔

058:سورۃ المجادلۃ

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝﴾[المجادلة:1]

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے کہ یقیناً اللہ تعالٰی نے خوب سنی ہے خولہ بنت ثعلبہ کی بات جب اپنے خاوند کے تعلق سے (اُوس بن الصامت کے تعلق سے) جب انہوں نے اپنی بیوی سے یہ کہا "کہ تم میرے لیے میری ماں کی مانند ہو "یعنی حرمت نکاح کے تعلق سے اللہ تعالٰی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدال کیا اور بحث ومباحثہ کیا اس تعلق سے، اور اللہ تعالٰی کو شکایت کی تاکہ اللہ تعالٰی انہیں اُن کی اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے اور یہ تکلیف اور یہ کرب جو ہے دور ہو جائے، اور اللہ تعالٰی خوب سنتا ہے آپ دونوں کی باتیں جو آپ گفتگو کر رہے ہیں، بے شک اللہ تعالٰی ہر قول کو سننے والا ہے اور ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے کوئی چیز اللہ تعالٰی سے مخفی نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗىِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝﴾[المجادلة:2]

وہ جو ظہار کرتے ہیں تم میں سے اپنی بیویوں سے، (اور ظہار کا مطلب جیسے گزر چکا ہے) کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے "کہ تم میرے لیے میری ماں کی مانند ہو": حرمت نکاح کے تعلق سے: ان لوگوں نے اللہ تعالٰی کی معصیت کی ہے اور خلاف شرع عمل کیا ہے کیونکہ اُن کی بیویاں جو ہیں حقیقت میں اُن کی مائیں نہیں ہیں یہ تو اُن کی بیویوں ہیں، اور مائیں وہ ہوتی ہیں جو انہیں جنم دیتی ہیں۔

اور یہ جو ظہار والی بات کر رہے ہیں یہ بہت ہی بڑا بھیانک جھوٹ باندھ رہے ہیں جس کی کوئی صحت نہیں ہے۔ اور بے شک اللہ تعالٰی خوب در گزر اور بخشنے والا ہے ان لوگوں کو جن سے کوئی غیر شرعی عمل ہو جاتا ہے اور وہ توبہ کر کے اپنے اس گناہ سے اللہ تعالٰی کی بخشش حاصل کر لیتے ہیں۔

پھر اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝﴾
[المجادلة:3]

یہ جو ظہار سے کام لیتے ہیں اور اپنی بیویوں کو اپنے اوپر حرام کر دیتے ہیں ظہار کرنے سے، پھر وہ مراجعہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اپنی بیویوں کو واپس لے لیں اور اپنی بیویوں سے ہمبستری کرنا چاہتے ہیں تو ایسی صورت میں خاوند جس نے ظہار کیا ہے اُس پر تحریم کا کفارہ ہے، اور یہ کفارہ جو ہے ایک گردن آزاد کرنا "مومن" چاہے غلام ہو یا لونڈی ہو اس سے پہلے کہ وہ اپنی بیوی کو ہاتھ لگائے (چھوئے یعنی ہمبستری کرے)، یہ اللہ تعالٰی کا حکم ہے جسے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اے مومنو! تاکہ تم ظہار میں نہ پڑو اور جو جھوٹی بات ہے اس سے بچو، اور جو تم سے ہوا ہے اس کا کفارہ ادا کرو اور اس کی طرف واپس نہ پلٹو، اللہ تعالٰی پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے تمہارے اعمال میں سے، اور اللہ تعالٰی ہی تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا۔

اچھا جس کے پاس گردن نہیں ہے وہ کیا کرے؟ ابھی کفارۃ الظھار بیان ہو رہا ہے اب ایک شخص نے ظہار کیا ہے اب وہ اس ظہار سے نکلنا چاہتا ہے، بیوی کو حرام کر لیا ماں کہہ دیا غصے میں آ کر کسی وجہ سے بھی، اب وہ اس ظہار کو ختم کرنا چاہتا ہے۔

اس سے پہلے یعنی اصل میں جو جدال ہوااور یہ صحابیہ جو آئی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی ہیں کیوں ہوئی ہیں؟

کیونکہ دورِ جاہلیت میں ظہار طلاق ہوا کرتا تھا، تواسلام میں ظہار حرام تو ہے لیکن اس سے طلاق لازم نہیں آتی اس میں ایک حل آگیا ہے،اور یہی وجہ ہے کہ گفتگو کررہی تھیں مجادلہ (سورۃ کا نام بھی یہی ہے) کہ جدال ہورہا تھا کہ کوئی حل تو بتائیں؟ بڑھاپے میں اُس نے ظہار کردیا ہے میں کہاں جاؤں گی میں کیا کروں گی؟!

(بڑا پیارا قصہ ہے وقت نہیں ہے بیان کرنے کا لیکن مختصر)۔

تو اصل جدال کیا تھا؟ کہ مجھے حل تو بتائیں۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی حل نہیں تھا کیونکہ ظہار تو طلاق ہوا کرتا تھا دورِ جاہلیت میں، تو پھر یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

اب حل کیا ہے؟

حل آگیا ہے، کیونکہ خاوند نے واپس کرنے کی کوشش کی تو وہ چلی گئیں گھر چھوڑ کر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آگئیں۔یعنی گھر چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شکایت لگانے آئیں کہ دیکھیں وہ مجھے کہتا ہے اب ہمبستری بھی کرنا چاہتا ہے اور ماں بھی کہہ چکا ہے (ظہار بھی کرچکا ہے)

تو حل کیا ہے اس کا؟

تو حل یہ ہے:

پہلی بات یہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے اللہ تعالی خوب جانتا ہے جو تم کررہے ہو، لیکن اگر تم توبہ کرنا چاہتے ہو تو اس کا ایک طریقہ ہے۔طریقہ کیا ہے؟ سب سے پہلے ایک گردن آزاد کردو چاہے مرد ہو یا عورت ہو (یعنی غلام ہو یا لونڈی ہو)۔

اگر نہیں ہے گردن تو تب کیا کریں؟

پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾[المجادلة:4]

جو گردن آزاد نہیں کرسکتا تو اس پر واجب یہ ہے کہ دو مہینے پے درپے روزے رکھے (مسلسل) اس سے پہلے کہ وہ اپنی بیوی سے ہمبستری کرے،اور جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا (یعنی دو مہینے مسلسل روزے نہیں رکھ سکتا) کسی عذر شرعی کی وجہ سے تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

(یعنی اس کے پاس کوئی عذر شرعی ہے روزے نہیں رکھ سکتا دو مہینے مسلسل تو اس پر واجب یہ ہے کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔اور کھانا کیا ہے؟ وہ جو عام طور پر گھر میں کھاتے ہیں یعنی،اور جو اُن کے لیے کافی بھی ہو جائے اور جن سے اُن کا پیٹ بھی بھر جائے)۔

یہ جو ہم نے بیان کیا ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے حکم الظہار میں سے یہ اس لیے ہے تاکہ تم اللہ تعالی اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرو اور اتباع کرو اور شریعت پر عمل پیرا ہو جاؤ﴿ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾:

کیونکہ ایمان کی جب بات آئی ہے جیسے میں نے مقدمے میں بیان کیا تھا اب دیکھیں جہاں پر ایمان کی بات آتی ہے تو یہ جملہ آپ کو نظر آئے گا:

"من أجل أن تصدِّقوا بالله وتتبعوا رسوله وتعملوا بما شرعه الله": تو یہ جملہ آئے گا ایمان کا جب معنی بیان کیا جائے گا۔

اور اس چیز کو چھوڑ دو جس چیز پر تم جاہلیت میں تھے،اور یہ احکام بیان کیے گئے ہیں اللہ تعالی کے احکام ہیں اور حدیں ہیں اُن کو ہرگز پار نہ کریں،اور جو جھٹلائیں گے یا حدیں پار کریں گے اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝﴾[المجادلة:5]

اب ظہار کا مسئلہ مکمل ہو گیا ہے اب بات آئی ہے مخالفت کرنے کی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک جو لوگ مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ ذلیل ورسوا ہوئے ہیں جیسا کہ اُن سے پہلے لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے ذلیل ورسوا ہوئے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے واضح آیات نازل فرمائی ہیں حجت کے طور پر جو دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت اور حدود جو ہیں وہ حق ہیں، اور جو ان آیات کو جھٹلاتا ہے تو اس کے لیے ﴿عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ ہے: یعنی ذلت آمیز عذاب ہے (نعوذ باللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝﴾[المجادلة:6]

اے میرے پیارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کو یہ بات بتا دیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب کو دوبارہ زندہ کرے گا (جو لوگ مر چکے ہیں سب کو زندہ کرے گا) اور اوّلین اور آخرین کو ایک ہی جگہ پر ایک ہی میدان میں جمع کرے گا اور انہیں خبر دے گا جو کچھ وہ عمل کر چکے ہیں چاہے اچھا ہو یا بُرا ہو، اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں سب کو گن گن کر لکھ دیا ہے، اور نامۂ اعمال میں بھی محفوظ اور درج ہو چکے ہیں، جبکہ یہ سب بھول چکے ہیں کہ وہ کیا کر چکے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شہید ہے کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝﴾[المجادلة:7]

یعنی اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے؟ کوئی تین ایسے لوگ نہیں ہیں جو آپس میں سرگوشی کرتے ہیں اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم سے اور احاطے سے اُن کے ساتھ چوتھا ہے۔

اب یہاں پر دیکھیں علم اور احاطے کی بات آ گئی ہے (معیت کی) تفسیر جو ہے باللازم جیسے ہم عقیدے کے درس میں پڑھ چکے ہیں: "إلّا هو رابعهم بعلمه وإحاطته": اللہ تعالیٰ چوتھا ہے اُن کے ساتھ (اُن تین لوگوں کے ساتھ) جو سرگوشی کر رہے ہیں اپنے علم اور احاطے سے۔

"ولا خمسة إلا هو سادسهم": اور نہ پانچ ہیں اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ چھٹا ہے اُن کے ساتھ، نہ ان سے کم نہ زیادہ اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ ہے اپنے علم سے وہ جہاں کہیں بھی ہوں، کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے ان کے تمام اُمور سے، پھر اللہ تعالیٰ اُن کو خبر دے گا قیامت کے دن جو کچھ وہ کیا کرتے تھے (یعنی دنیا میں) چاہے اچھے عمل یا بُرے (خیر یا شر)، اور اللہ تعالیٰ سب کو اُن کی جزا دے گا بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے۔

دیکھیں ہر جملے کے آخر میں کیا آ رہا ہے؟ "کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے" (سبحان اللہ): شہید کے لفظ میں بھی یہی ہے، علم کے لفظ میں بھی یہی ہے کہ ایک میسج (Message) بار بار (پیغام) آ رہا ہے مختلف الفاظوں میں تاکہ انسان آگاہ ہو جائے اور خاص طور پر جب میاں بیوی کا معاملہ ہو رہا ہے اس سورۃ کی ابتداء میں تو پھر یہ اچھی طرح یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے، آپ کو ہر آن ہر قول ہر فعل، اُٹھنے بیٹھنے، ہر وقت میں ہر طریقے سے اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ سے حساب بھی لے گا (یعنی ہم سب جوابدہ ہیں اور حساب بھی ہم سب نے دینا ہے)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَاۗءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝﴾[المجادلة:8]

اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ یہ دیکھیں کہ یہود جن کو منع کیا گیا نجویٰ سے (یعنی سرگوشی سے) کیونکہ مومنوں کے دل میں شکوک وشبہات پیدا ہو جاتے ہیں، پھر جن سے اُن کو منع کیا اُسی طرف واپس پلٹتے ہیں اور سرگوشی کرتے ہیں (یعنی یہودی کیا کرتے تھے؟ جب مومن بیٹھے ہوتے تھے تو آپس میں کوئی سرگوشی کرتے تھے تو مومنوں کو اس پر رنج ہوتا تھا کہ ہمارے خلاف کوئی بات ہو رہی ہے، تو اُن کو منع کیا گیا اس کے باوجود بھی وہ یہ عمل کیا کرتے تھے) اور وہ سرگوشی میں گناہ اور زیادتی کی باتیں کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے تھے جو حکم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے۔

اور جب یہ آپ کی طرف آتے ہیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کوئی معاملہ لے کر اور آپ کو تحیت کرتے ہیں (سلام کرتے ہیں) تو اس طریقے سے نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مقرر فرمایا ہے، یعنی کہنا تو چاہیے "السلام علیک، یا السلام علیکم": تو وہ کہتے تھے "السام عليك" (یعنی (نعوذ باللہ) آپ پر موت ہو)، اور موت کی بددعا کرتے تھے، اور آپس میں جب یہ بات کر لیتے تو یہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کوئی اس کی سزا تو نہیں دے گا جو ہم کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے؟ کیونکہ یقیناً جانتے تھے یہودی (دل سے جانتے تھے) کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے اور حق ہیں اللہ کے رسول ہیں۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "تكفيهم جهنم يدخلونها": کہ جہنم اُن کو کافی ہے جس میں وہ داخل ہوں گے، اور بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے اُن کے لیے۔ یعنی اُن کے لیے جہنم ہی کافی ہے چاہے اُن کی سزا، پکڑ دھکڑ ہو یا نہ ہو دنیا میں لیکن آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کہاں جائیں گے وہ؟! (نعوذ باللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝﴾ [المجادلة:9]

نجویٰ کے تعلق سے (سرگوشی کے تعلق سے): ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ کیا معنی ہے؟ دیکھیں ایک ہی معنی ہے "يا أيها الذين صدَّقوا الله ورسوله وعملوا بشرعه": وہ جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی ہے اور شریعت پر عمل پیرا ہوئے ہیں جب تم لوگ آپس میں کوئی سرگوشی کرو تو پھر کوئی ایسی بات نہ ہو جس میں کوئی گناہ کی بات ہو یا کسی پر زیادتی ہو، یا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی حکم کی مخالفت ہو، اگر سرگوشی کرنی ہے کوئی بات کرنی ہے تو ایسی بات ہو جس میں خیر ہو، فرمانبرداری، طاعت اور احسان ہو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ﴾: "وخافوا الله بامتثالكم أوامره واجتنابكم نواهيه": جیسے میں نے بیان کیا ہے اس مقدمے میں۔

﴿اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ (یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرو)۔ کیسے ڈرنا ہے اللہ تعالیٰ سے؟ کیا کرنا ہے؟ دو چیزیں کرنی ہیں: (۱) حکم کی تعمیل کرنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ (۲) اور جس چیز سے منع کیا ہے اس سے اجتناب کرنا ہے۔

اگر آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے یہ عمل کر لیتے ہو تو آپ نے تقویٰ کا راستہ اختیار کیا ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے اور تمہارے تمام اعمال و اقوال کو اللہ تعالیٰ نے خوب احصاء کیا ہے اور محفوظ کیا ہوا ہے اور ان سب کی سزا اور جزا جو ہے (حساب جو ہے) اللہ تعالیٰ نے ہی دینی ہے۔

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾: تقویٰ کا راستہ اختیار کرو واپسی اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، دوبارہ زندہ ہوں گے۔

اور جو ہم نے کہا ہے سرگوشی میں چاہے صحیح ہے یا غلط تھا جو ہم نے کیا ہے اپنے اعمال سے اُن سب کے ہم جوابدہ ہیں اور قیامت کے دن حساب ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَيْــــًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝﴾ [المجادلة:10]

اصل بات نجویٰ (سرگوشی) جو ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: گناہ اور زیادتی کی سرگوشی جو ہے (نجویٰ جو ہے) یہ شیطان کے وسوسے میں سے ہے، وہی اسے خوبصورت بناتا ہے اور وہی اس پر آمادہ کرتا ہے تاکہ مومنوں کے دلوں میں رنج اور پریشانی پیدا کردے، لیکن یہ معاملہ جو ہے (یعنی اُن کی سرگوشی جو ہے) مومنوں کو کوئی اذیت نہیں ہوگی اس سے اِلّا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور ارادہ ہو، اور ایک اللہ کی طرف واپس پلٹو اور سارے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کردو اگر تم مومن ہو (یہاں پر سارے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کردو) وہی تمہارا نگہبان ہے اور مومن تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اور توکل کرتے ہیں۔

یعنی سرگوشی کرنے والی کی سرگوشی اگر اثم والعدوان کی بھی ہے تو یہ شیطان کا وسوسہ ہے شیطان کا حربہ ہے مومنوں کو پریشان کرنے کا تو پریشان مت ہونا کیونکہ مومن کا طرز عمل کیا ہے ہمیشہ؟ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا رہتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝١١﴾[المجادلة:11]

"اے ایمان والو" کا معنیٰ کیا بیان کیا گیا ہے؟

"يا أيها الذين صدّقوا الله ورسوله وعملوا بشرعه": تصدیق کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور شریعت پر عمل پیرا ہیں۔

(تصدیق کس چیز کی کرتے ہیں؟ میں نے ابھی عرض کی ہے: خبر ہے تو تصدیق ہے، حکم ہے تو تعمیل ہے، منع کیا گیا ہے تو اجتناب ہے، اسے کہتے ہیں شریعت پر عمل پیرا ہونا (اسے کہتے ہیں شریعت نا) یہی ایک جملے میں مختصر بیان ہے)۔

اے ایمان والو! جب تمہیں یہ کہا جائے یا تم سے یہ بات طلب کی جائے کہ تم مجالس میں وسعت پیدا کرو کشادگی پیدا کرو تو کشادگی پیدا کرلو، اللہ تعالیٰ تمہاری دنیا اور آخرت میں کشادگی عطا فرمائے گا (دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی! سبحان اللہ) اور اگر تم میں سے کسی سے یہ مطالبہ ہو کہ وہ مجلس سے اٹھ جائے کسی بھی وجہ سے جس میں خیر ہو تو اٹھ کر چلے جاؤ اللہ تعالیٰ بلند درجے عطا فرماتا ہے تم میں سے مومنوں کے لیے جو مخلص ہیں، اور اہل علم کے درجات بھی اللہ تعالیٰ بلند فرماتا ہے ثواب میں اور رضا کے مراتب میں، اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے تمہارے اعمال سے کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے اور وہی تمہیں اس کی جزا دے گا۔

اور اس آیت میں علم کی فضیلت اور علماء کے بلند درجوں کا بیان ہے۔

یعنی جب حکم کی بات آتی ہے مجلس وسعت کے تعلق سے آداب مجلس میں سے ہے تو تنگ جگہ ہے وسعت اگر کہا جائے تو وسیع مجلس کرلیں، اگر جگہ نہ ہو کسی کو کہا جائے کہ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ کسی خیر کی بنیاد پر کوئی خیر بات ہے اور کوئی خیر عمل ہو تو اسے اٹھ کر کوئی رنج نہیں ہونا چاہیے اٹھ کر چلے جانا چاہیے۔

اصل بات یہ ہے کہ عزت اور ذلت، بلندیٔ درجات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں لیکن دو چیزیں یقینی ہیں "ایمان اور علم": ان دونوں سے ہمیشہ بلندیٔ درجات ہوتے ہیں۔

اور پھر یہ دیکھیں سبحان اللہ ﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾: علم پہلے ہے خبیر بعد میں ہے: ﴿تَعْمَلُوْنَ﴾ عمل پہلے ہے: اور ﴿خَبِيْرٌ﴾ اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے۔

یعنی تمہارے اعمال سے اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے، یعنی یہ اعمال جن کا ذکر کیا گیا ہے یہ اچھے اعمال ہیں تم نے کرنے ہیں اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے۔ "خوب باخبر ہے" اس کا فائدہ کیا ہوگا؟ اچھا کرو گے اچھا بدلہ، بُرا کرو گے تو بُرا۔ یعنی حساب تو دینا ہے کہ نہیں دینا؟!

اگلی آیت میں اسی موضوع کے تعلق سے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نَاجَيۡتُمُ الرَّسُوۡلَ فَقَدِّمُوۡا بَيۡنَ يَدَىۡ نَجۡوٰٮكُمۡ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ وَاَطۡهَرُ ؕ فَاِنۡ لَّمۡ تَجِدُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝۱۲﴾
[المجادلة:12]

اے ایمان والو! جنھوں نے تصدیق کی ہے اللہ تعالی کی اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور شریعت پر عمل پیرا ہوئے، جب تم اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی خفیہ بات کرنا چاہو (سرگوشی کرنا چاہو) تو پھر ایک صدقہ پیش کرو اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یعنی اس مناجات سے پہلے یہ تمہارے لیے زیادہ خیر ہے اور زیادہ ثواب ہے (کہ پہلے صدقہ دو فقراء کو پھر اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرگوشی کرو اس میں تمہارے لیے زیادہ خیر و بھلائی ہے اور ثواب ہے) اور تمہارے دلوں کے لیے بھی زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے گناہوں سے، اور اگر تمہیں کچھ نہ ملے صدقے کے لیے تو اس میں تمہارے اوپر کوئی حرج نہیں ہے، بے شک اللہ تعالی خوب بخشنے والا ہے اور اپنے مومن بندوں پر رحم کرنے والا ہے۔یعنی ایک مسئلہ ہے: جب کوئی صحابی اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرگوشی، کوئی الگ سے بات کرنا چاہتا تو حکم یہ تھا کہ پہلے صدقہ دے دو فقراء کو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر گفتگو کرو۔

تو بعض پر مشکل تھی کیونکہ سب کے پاس پیسہ نہیں تھا"تو جو مستطیع ہے وہ کرے، جو مستطیع نہیں ہے اللہ تعالی غفور رحیم ہے"۔جب یہ بھی مشکل ہوا تو دیکھیں اللہ تعالی کا ارشاد ہے اگلی آیت میں:

﴿ءَاَشۡفَقۡتُمۡ اَنۡ تُقَدِّمُوۡا بَيۡنَ يَدَىۡ نَجۡوٰٮكُمۡ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذۡ لَمۡ تَفۡعَلُوۡا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيۡكُمۡ فَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۝۱۳﴾[المجادلة:13]

اگر تمہیں یہ خدشہ ہوا کہ صدقہ دینے سے فقر کا تمہیں خدشہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مناجات سے پہلے اگر تم صدقے میں کوئی چیز دیتے ہو تو کمی ہو جائے گی پیسوں میں اور فقر کا خدشہ ہے، اور جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اگر اس پر عمل نہیں کرتے ہو اور اللہ تعالی نے تم پر یعنی توبہ بھی قبول کرلی ہے اور معاف بھی کر دیا ہے اور تمہارے لیے رخصت بھی پیدا کر دی ہے کہ ایسا عمل بے شک نہ کرو۔

(یعنی صدقہ نہ دو یعنی حکم یہ منسوخ ہو گیا، صدقے کا حکم اس آیت میں منسوخ ہو گیا اب کیونکہ مشکل ہو گیا تھا تو اللہ تعالی نے آسانی کر دی منسوخ کر دیا)۔لیکن پھر کیا کرنا ہے اگر صدقہ نہیں ہے؟

تو پھر دیکھیں کیا کرنا ہے:"فاثبتوا وداوموا على إقام الصلاة وإيتاء الزكاة وطاعة الله ورسوله (صلى الله عليه وآله وسلم) في كل ما أُمرتم به": تو پھر نماز قائم کرو اس کی مداومت کرو، اور زکوۃ دیتے رہو، اور اللہ تعالی کی اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کرتے رہو ہر اُس معاملے میں جس میں تمہیں حکم دیا گیا ہے، اور اللہ تعالی خوب باخبر ہے تمہارے اعمال سے جو تم کر رہے ہو اور اس کی جزا بھی اللہ تعالی تمہیں دے گا۔

یہاں پر دیکھیں:﴿وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ﴾۔اس سے پہلے والی آیت میں کیا تھا؟﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ﴾۔

اب لفظ آگے پیچھے ہے،اِس آیت میں﴿وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ﴾ (اللہ تعالی خوب باخبر ہے جو تم کیا کرتے ہو)، اور پہلے والی میں عمل پہلے ہے۔ذرا غور کریں سبحان اللہ: جب عمل خیر کا تھا تو عمل کو پہلے اور خبر بعد میں، جب عمل میں تھوڑا مشکل تھی دقت تھی منسوخ بھی ہو گیا تو حکم بھی دیا اس کے بدلے میں کہ چلو نماز کو قائم کرتے رہو زکوۃ بھی دیتے رہو اور فرمانبرداری بھی کرتے رہو۔

تو پھر پہلے باخبر ہے، پھر عمل کو ذکر کیا ہے عمل کی اہمیت بیان ہو رہی ہے کہ عمل کرو گے تو اس کا تمہیں اچھا بدلہ ملے گا، اللہ تعالی ہمیشہ خوب باخبر ہے ہر چیز سے اللہ تعالی خوب باخبر ہے، لیکن عمل دیکھیں جب عمل میں تھوڑا پیچھے ہو گئے تو عمل کو بعد میں کیا، جب عمل آگے تھا اور بلندی درجات کا باعث ہے ایمان اور علم جو ہے تو اس کو پہلے ذکر کیا ہے۔

پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ تَوَلَّوۡا قَوۡمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ ؕ مَا هُمۡ مِّنۡكُمۡ وَلَا مِنۡهُمۡ ۙ وَيَحۡلِفُوۡنَ عَلَى الۡكَذِبِ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ۝۱۴﴾[المجادلة:14]

اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا جو یہودیوں کو اپنے دوست بناتے ہیں؟ اور جو منافق ہیں حقیقت میں نہ مسلمانوں میں سے ہیں نہ یہودیوں میں سے ہیں، اور جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں، اور آپ اللہ کے رسول ہیں یہ بھی جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں، جبکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں اُن قسموں میں جو قسمیں وہ کھا رہے ہیں۔

یعنی ایسے لوگ موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جو اُن لوگوں کے ساتھ دوستیاں رکھتے تھے اُن کے دین سے محبت کرتے ہوئے جن کے اوپر اللہ تعالیٰ نے غضب اور غصہ کیا کون ہیں؟ یہودی ہیں۔

یہ نہ آپ میں سے ہیں نہ اُن میں سے ہیں (یعنی نہ مومنوں میں سے ہیں نہ یہودیوں میں سے ہیں)، اور جھوٹی قسمیں بھی کھاتے ہیں جبکہ خوب جانتے ہیں وہ خود جھوٹی قسمیں کھا رہے ہیں کہ وہ مسلمانوں میں سے ہیں اور آپ کو رسول بھی مانتے ہیں (سبحان اللہ)۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمۡ عَذَابًا شَدِيۡدًا ؕ اِنَّهُمۡ سَآءَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝۱۵﴾[المجادلة:15]

ان لوگوں کے لیے (منافقین کے لیے) اللہ تعالیٰ نے بہت ہی سخت عذاب دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے، اور بہت بُرا عمل کرتے ہیں نفاق اور جھوٹی قسموں کا جو یہ کرتے آئے ہیں۔

یعنی جنہوں نے نفاق سے کام لیا جھوٹی قسمیں کھائیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے اور عذاب شدید سے بچنے والے نہیں ہیں۔

﴿اِتَّخَذُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ جُنَّةً فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَلَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ۝۱۶﴾[المجادلة:16]

اصل بات یہ ہے کہ منافقین نے جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے آپ کو قتل سے بچا لیا ہے کیونکہ کافر کے خلاف تو جہاد ہوتا ہے اُن کا مال بھی سلب کر لیا جاتا ہے اُن کو قتل بھی کیا جاتا ہے، تو انہوں نے جھوٹا کلمہ پڑھ کر اپنے آپ کو بچا تو لیا ہے اس جھوٹے ایمان کے پیچھے اور اس وجہ سے اُن لوگوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے راستے اور اسلام سے دور رکھا ہے، تو اُن کے لیے ذلت آمیز عذاب ہے جہنم میں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان سے تکبر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے رہتے تھے خود کو بھی اور دوسروں کو بھی۔

﴿لَنۡ تُغۡنِىَ عَنۡهُمۡ اَمۡوَالُهُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ شَيۡــًٔا ؕ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ؕ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝۱۷﴾[المجادلة:17]

یعنی یہ عمل ان لوگوں نے جو کیا ہے ان منافقین کو نہ ان کا مال اور نہ ہی ان کی اولاد ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکتے ہیں۔ (یعنی ان لوگوں نے کیوں جھوٹی قسمیں کھائی ہیں؟ کیوں نفاق سے کام لیا ہے؟ تاکہ اپنی جان، اولاد اور مال کو محفوظ کر لیں)۔

یاد رکھو یہ تمہارے کوئی کام نہیں آئیں گے تمہیں محفوظ نہیں کر سکتے، یہ جہنم میں داخل ہوں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے کبھی اس سے باہر نہیں نکلیں گے۔ اور یہ جزاء جو ہے (یہ سزا جو ہے) اُن کی ہر اُس شخص کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین سے اپنے قول یا فعل سے روکتا ہے۔

﴿يَوۡمَ يَبۡعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيۡعًا فَيَحۡلِفُوۡنَ لَهٗ كَمَا يَحۡلِفُوۡنَ لَكُمۡ وَيَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ عَلٰى شَىۡءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ الۡكٰذِبُوۡنَ ۝۱۸﴾[المجادلة:18]

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کرے گا سب کو، منافقین کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا اور وہ زندہ اپنی قبروں سے باہر نکلیں گے پھر وہ قسمیں کھائیں گے کہ وہ مومن تھے جیسا کہ مومنو! دنیا میں تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کے لیے فائدہ مند ہو گا کہ جیسے دنیا میں اُن کو فائدہ ہوا تھا جھوٹی قسمیں کھا کر اور مسلمانوں سے بچ گئے تھے، قیامت کے دن ایسا نہیں ہو گا بلکہ بہت بڑی جھوٹی بات کرنے والے ہیں اور اس جھوٹ کی اُن کو سزا ملے گی۔

﴿اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ فَاَنۡسٰهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ‌ؕ اُولٰٓٮِٕكَ حِزۡبُ الشَّيۡطٰنِ‌ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّيۡطٰنِ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ﴿۱۹﴾﴾[المجادلة:19]

اصل بات یہ ہے کہ اُن پر شیطان کا غلبہ ہو چکا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالی کے احکام کو چھوڑ دیا اور اللہ تعالی کی فرمانبرداری کو بھی چھوڑ دیا ہے، یہ شیطان کے گروہ ہیں اور اتباع کرنے والے ہیں، اور شیطان کا جو گروہ ہے وہ خسارہ پانے والا ہے دنیا اور آخرت میں۔

﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ يُحَآدُّوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ اُولٰٓٮِٕكَ فِى الۡاَذَلِّيۡنَ﴿۲۰﴾﴾[المجادلة:20]

یہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالی کی اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ اُن میں سے ہیں جو دنیا اور آخرت میں مغلوب بھی ہیں اور مہانین میں بھی شامل ہیں۔ یعنی دنیا میں اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی ہے وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم بڑی عزت والے ہیں، یعنی سچ بات یہ ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ ذلیل وخوار ہوتے رہیں گے اور خسارہ پاتے رہیں گے اور مغلوب ہمیشہ رہیں گے اور ذلیل بھی ہمیشہ رہیں گے، دنیا میں بھی ذلت ہے اور آخرت میں بھی اُس سے بڑی ذلت ہے (نعوذ باللہ)۔

﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيۡزٌ﴿۲۱﴾﴾[المجادلة:21]

اللہ تعالی نے ثبت کر دیا، لکھ دیا ہے لوح محفوظ میں اور یہ حکم جاری کر دیا ہے کہ نصرت اور تائید اور کامیابی اللہ تعالی کے لیے ہے، اللہ تعالی کی کتاب کے لیے ہے، اللہ تعالی کے رسولوں کے لیے ہے اور اللہ تعالی کے مومن بندوں کے لیے ہے، بے شک اللہ تعالی طاقتور ہے کوئی چیز بھی اللہ تعالی کو عاجز نہیں کر سکتی مخلوقات میں سے، وہ قوی ہے اور عزیز اور غالب ہے۔

غلبہ ہمیشہ حق کا رہے گا جتنا بھی منافقین نفاق کرتے رہیں، کافر کفر پر اُتر آئیں اور جتنی بھی طاقت کا استعمال کریں جو اصل نتیجہ ہے جو آخری نتیجہ ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کامیابی ہے اور غلبہ ہے مومنوں کا کیونکہ اللہ تعالی نے یہ لکھ دیا ہے، کبھی بھی اللہ تعالی کے رسول (علیہم الصلاۃ والسلام) مغلوب نہیں ہو سکتے، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! غلبہ ہمیشہ اللہ کے رسولوں کا ہے اور اہل ایمان کا ہے کیونکہ اللہ تعالی قوی ہے اور عزیز ہے۔

آخری آیت، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوۡمًا يُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ يُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَوۡ كَانُوۡۤا اٰبَآءَهُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَهُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَهُمۡ اَوۡ عَشِيۡرَتَهُمۡ‌ؕ اُولٰٓٮِٕكَ كَتَبَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡاِيۡمَانَ وَاَيَّدَهُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ‌ؕ وَيُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا‌ؕ رَضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ‌ؕ اُولٰٓٮِٕكَ حِزۡبُ اللّٰهِ‌ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰهِ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ﴿۲۲﴾﴾[المجادلة:22]

اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ایسے لوگ نہیں دیکھیں گے (یعنی اب خاص لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے) جو اللہ تعالی پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالی کی شریعت پر عمل پیرا ہیں کہ وہ محبت کرتے ہیں اور موالات کرتے ہیں اُن کے ساتھ جنہوں نے دشمنی کی اللہ تعالی سے اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور حکم کی مخالفت کی ہے (یعنی ان سے دوستی کبھی رکھ نہیں سکتے یہ خاص قسم کے لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے) اگرچہ یہ مخالفت کرنے والے ان کے اپنے باپ ہی کیوں نہ ہوں، یا بیٹے کیوں نہ ہوں، یا بھائی کیوں نہ ہوں، یا ان کے قریبی رشتے دار کیوں نہ ہوں، کبھی بھی ان سے محبت نہیں کرتے نہ اُن سے دوستی رکھتے ہیں۔

یہ وہ ہیں جو اللہ تعالی کے لیے دوستی رکھتے ہیں اور اللہ تعالی کے لیے دشمنی رکھتے ہیں، اللہ تعالی نے ان کے دلوں میں ایمان کو ثبت کر دیا ہے (ایمان ثابت کر دیا ہے) ﴿كَتَبَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡاِيۡمَانَ﴾ (لکھ دیا ہے ثبت کر دیا ہے)۔

اور اپنی نصر و تائید سے اُن کو طاقت بھی عطا فرمائی ہے اور غلبہ بھی دنیا میں اپنے دشمنوں پر عطا فرمایا ہے، اور آخرت میں جنت میں داخل ہوں گے، ایسی جنتیں ایسے باغات جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے، اللہ تعالی اُن سے راضی ہے کبھی اُن سے ناراض نہیں ہوگا اور وہ بھی اپنے ربّ سے راضی

ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے اُن کو بہت انعامات اور کرامات سے نوازا ہے اور بلند درجات عطا فرمائے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے گروہ ہیں اور اولیاء ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے گروہ ہی فلاح پانے والے ہیں دنیا اور آخرت میں (یہ ہیں حزب اللہ)۔

اب اس سورۃ کی ابتداء اور اختتام میں دیکھیں ذرا، اور بیچ میں:

اصل پیغام یہ ہے کہ سورۃ کی ابتداء میں صحابہ کا قصہ ہے ایک صحابی ہیں ظہار کر لیا ہے، تاکہ کسی کو شک وشبہ نہ پڑے "کہ صحابہ جو ہیں یہ کیسے لوگ ہیں یہ تو جھگڑتے بھی ہیں یا ظہار بھی کرتے ہیں" تاکہ اُن کو جو مقام اللہ تعالیٰ نے اُن کو عطا فرمایا ہے اس کو کوئی کمی نہ ہو تو اختتام کس چیز پر ہوا ہے؟

صحابہ کرام کے تعلق سے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جو ذکر خیر کیا ہے آپ تتبع کر لیں چند آیات میں آپ حیران رہ جائیں گے کہ اتنے خوبصورت انداز میں اللہ تعالیٰ نے ان عظماء کا ذکر کیا ہے کہ واللہ آپ حیران ہو جائیں گے!

اور واللہ ناممکن ہے کہ کسی کے پاس دل ہو اور وہ سمجھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے پھر اُن سے بغض بھی کر سکے! یا بغض کرے نہیں بغض کا سوچ بھی سکے، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!

یعنی: اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہر گز نہیں پائیں گے ایسے لوگ کہیں دیکھیں گے نہیں جیسے یہ ہیں ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا﴾: ایمان اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر، اصل بات یہ ہے (یعنی پہلے ایمان کی بات کی ہے)۔

دیکھیں وہ صحابہ جو ہیں وہ انبیاء نہیں ہیں معصوم نہیں ہیں، کبھی کمی کوتاہی ہو بھی جائے لیکن یہ اصل بات ہے کہ یہ لوگ یہ ہیں: کبھی نہیں دیکھیں گے آپ پوری دنیا میں، نہ اُس زمانے میں نہ بعد میں، نہ آج نہ تا قیامت۔

پھر کتنے خوبصورت انداز میں دیکھیں ذرا، الفاظوں پر غور کریں: "اپنے باپ، بیٹے، بھائی، رشتے دار، پورا کنبہ جو ہے اگر اللہ تعالیٰ سے دشمنی پر اُتر آئے ہیں یہ سارے تو اُن سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے کبھی بھی دوست نہیں بنا سکتے کبھی اُن سے محبت نہیں کر سکتے کیونکہ اُن کا ایک ہی طریقہ ہے دوستی کا اور دشمنی کا اور محبت اور نفرت کا کہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کرنی ہے"۔

کیسے ممکن ہے؟ اس لیے کہ دل میں ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے ﴿كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ﴾: دیکھیں ایک سے بڑھ کر ایک جملہ ہے واللہ اگر غور کریں آپ "لکھ دیا ہے ثبت کر دیا ہے ایمان": اور اُن کی تائید بھی کی ہے اپنی خاص رحمت سے اپنے خاص کرم سے، اور ثابت قدمی بھی عطا فرمائی ہے (سبحان اللہ)۔ یہ تو دنیا میں سارا ہے دنیا میں بڑی عزت سے رہے ہیں: دیکھیں فقیر تھے مسکین تھے، یہ بھی وقت آتا کہ کھانے کو کچھ نہیں تھا لیکن عزت کا معیار بہت بلند تھا، خودداری بہت بلند تھی، احترام، اُن کا وقار، اُن کی عظمت، کوئی اُن جیسا نہیں (سبحان اللہ)۔

اور آخرت میں جنتیں ہیں باغات ہیں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔

اس سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہے، وہ بھی راضی ہوں گے۔

اور اس سے بڑھ کر بات ہے کیا گواہی ہے؟ ﴿اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ﴾: یہ اللہ تعالیٰ کے گروہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا گروہ ہمیشہ کامیاب رہتا ہے۔

059:سورۃ الحشر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾[الحشر:1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کہ اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کی ہے ہر اس چیز نے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے، اور وہ عزیز ہے (غالب ہے) اسے کوئی عاجز نہیں کر سکتا، اور وہ حکیم ہے (بڑی حکمت والا ہے) اپنی تقدیر میں تدبیر میں خلق میں اور شریعت میں، تمام چیزوں کو اپنی صحیح جگہ پر رکھنے والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝﴾[الحشر:2]

اُسی نے ہی (یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہی) نکالا ہے اُن لوگوں کو جنھوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے اُن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو جھٹلایا ہے، اور یہ یہود بنی النضیر کا ذکر ہو رہا ہے، اُن کے گھروں سے اُن کو نکالا ہے اور اُن کے گھر جو تھے مدینہ شہر کے قریب تھے، اور یہ اُن کا سب سے پہلے نکالنا تھا جزیرۂ عرب سے ﴿لِاَوَّلِ الْحَشْرِ﴾: جزیرۂ عرب سے اُن کو نکالا گیا یا مدینہ سے نکالا گیا جلاوطن کیا گیا شام کی طرف، اے مومنو! تم لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ کبھی نہیں نکلیں گے اپنے گھروں سے ﴿مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا﴾: کہ اپنے گھروں سے اس طریقے سے ذلیل وخوار ہو کر رُسوا ہو کر کبھی نہ نکلیں گے کیونکہ وہ بڑے طاقتور تھے (جو یہودی تھے مدینہ میں بڑے طاقتور تھے!)، اور یہودیوں نے بھی ایک گمان کیا ہوا تھا کہ اُن کے جو قلعے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے اُن کو بچائے رکھیں گے اور کوئی اُن پر قادر نہیں ہے، بس اللہ تعالیٰ نے اُن کو پکڑا ہے (یعنی اپنے عذاب سے) وہاں جہاں سے اُن کو گمان بھی نہیں تھا، اور اُن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے رعب ڈال دیا ہے شدید خوف اور ڈر، پھر اُن کی حالت ایسی ہوئی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو برباد کرتے رہے اور مومنوں کے ہاتھوں سے بھی، پس اے اہل بصیرت والے جو ہیں جو سمجھدار اور عقلمند لوگ ہیں ان سے عبرت حاصل کرو (یعنی واقعہ جو ہوا ہے یہ اہل بصیرت کے لیے عبرت ناک ہے)۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝﴾[الحشر:3]

یعنی یہ جو اُن کے ساتھ ہوا ہے (یہود بنی النضیر کے ساتھ یہ اُن کو جلاوطن کیا گیا ہے) کہ اگر اللہ تعالیٰ اُن پر یہ نہ لکھتا (یعنی اُن کے مقدر میں یہ نہ ہوتا) کہ وہ نکالے جاتے مدینہ کے شہر سے جلاوطن کیے جاتے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی اُن کو سخت سزا دیتا قتل سے اور غلامی سے، اور آخرت میں اُن لوگوں کے لیے جہنم کا عذاب جو ہے جہنم کی آگ کا عذاب اُن کے لیے ہوتا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾[الحشر:4]

یعنی یہ جواُن کے ساتھ ہوا(یہود بنی النضیر کے ساتھ جو ہواہے) کہ دنیا میں اُن کو جلاوطن کیا گیابے گھر کیا گیا،اور آخرت میں اُن کے لیے جہنم کاعذاب منتظر ہے ، یہ اس لیےاُن کے ساتھ ہوا کیونکہ اُن لوگوں نے شدید مخالفت کی ہے اللہ تعالی کی اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی ،اور اپنی نافرمانیوں سے جنگ کی ہے اللہ تعالی سے اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ،اور جس نے بھی اللہ تعالی کی اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی ہے تو بے شک اللہ تعالی کا اُس کے لیے سخت عذاب ہے(یا سخت سزا ہے اُن کے لیے)۔

پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿مَا قَطَعۡتُمۡ مِّنۡ لِّيۡنَةٍ اَوۡ تَرَكۡتُمُوۡهَا قَآٮِٕمَةً عَلٰٓى اُصُوۡلِهَا فَبِاِذۡنِ اللّٰهِ وَلِيُخۡزِىَ الۡفٰسِقِيۡنَ﴿۵﴾﴾[الحشر:5]

اے مومنو! تم لوگوں نے درختوں کے تنے نہیں کاٹے اور نہ ہی اُن کو اپنی جڑوں پر چھوڑ دیا ہے اِلَّا یہ کہ اللہ تعالی کے حکم سے تاکہ جو اللہ تعالی کی فرمانبرداری سے نکلنے والے ہیں اور اللہ تعالی کے حکم کی مخالفت کرنے والے ہیں اُن پر آپ کو مسلط کر دیا اور آپ لوگوں نے اُن کے جو درخت تھے اُن کو کاٹا بھی ہے اُن کو جلایا بھی ہے۔

یعنی ہوا یہ: کہ بنی النضیر نے جب عہد شکنی کی ہے اور اُن کو جلاوطن کیا گیااور اُن کے گھروں کو توڑا گیا،اللہ تعالی نے اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا وہ خود اپنے گھر توڑنے لگے،تو جو درخت تھے اُن کو بھی جلایا گیا کاٹا گیا،تو اُن میں سے بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا اہل نفاق سے اور یہودیوں سے "تم لوگ تو یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں وہ امن کا پیغام لے کر آئے ہیں،یہ درختوں کو بھی نہیں چھوڑااُن کو بھی آگ لگادی اُن کو بھی کاٹا گیا ہے" ۔تو اللہ تعالی نے اس کے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ جو تم لوگوں نے کیا ہے یہ اللہ تعالی کے حکم سے ہے اور اصل غلطی اُنہی کی ہے جنہوں نے مخالفت کی ہے اللہ تعالی کی اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (شدید مخالفت کی ہے)اور اُن کی یہ سزا ہے!

پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَمَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ مِنۡهُمۡ فَمَاۤ اَوۡجَفۡتُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ خَيۡلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰـكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ﴿۶﴾﴾
[الحشر:6]

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: کہ جو کچھ اللہ تعالی نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مالِ فَے سے دلوایا ہے(یا عطا کیا ہے)یہود بنی النضیر کے مال سے تو اس کے لیے تم لوگوں نے نہ تو گھوڑے پر سوار ہو کر اور نہ ہی اونٹوں پر سوار ہو کر وہ حاصل کیا ہے، بلکہ اللہ تعالی جس پر چاہے اپنے دشمنوں میں سے اپنے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو مسلط کر دیتا ہے اور پھر وہ بغیر کسی جنگ اور قتال کے ہتھیار ڈال دیتے ہیں،اور فیء(فَے)کا معنی یہ ہے کہ جو کافروں کا مال حق کی بنیاد پر بغیر قتال کے لیا جائے،اور اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے کوئی چیز اللہ تعالی کو عاجز نہیں کرتی۔

یہاں پر دو چیزیں ہیں: (۱)ایک ہے مال غنیمت۔(۲)ایک ہے مالِ فَے۔

مال غنیمت سے مراد یہ وہ مال ہے جب جنگ کے بعد حاصل کیا جاتا ہے،اور مالِ فَے یہ وہ مال ہے جو بغیر جنگ کے حاصل کیا جاتا ہے(یہ فرق ہے دونوں میں)۔

اور یہاں پر کیونکہ جنگ ہوئی نہیں ہے بنی نضیر یہودیوں کے معاملے میں تو اس لیے جو بھی ان کا مال ومتاع تھا جو حاصل ہوا ہے اُن سے یہ مالِ فَے ہے،اسے فَے (فیء)ہی کہتے ہیں۔

پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ مِنۡ اَهۡلِ الۡقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِۙ كَىۡ لَا يَكُوۡنَ دُوۡلَةًۢ بَيۡنَ الۡاَغۡنِيَآءِ مِنۡكُمۡ ؕ وَمَاۤ اٰتٰٮكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ وَمَا نَهٰٮكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِۘ﴿۷﴾﴾[الحشر:7]

﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى﴾: یعنی جو اللہ تعالیٰ نے مالِ فَے سے نوازا ہے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین جو بستی والے تھے اُن سے یہ بھی، اور وہ بھی مال جو حاصل کیا بغیر گھڑ سواری کے اور بغیر اونٹوں کی سواری کے (یعنی بغیر کسی جنگ کے) تو یہ مال کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کا اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اس کو جو ہے بیت المال میں رکھا جاتا ہے تاکہ مسلمانوں کے جو مصالح عامہ ہیں اُن میں صرف کیا جائے۔

پھر: ﴿وَلِذِى الْقُرْبٰى﴾: جو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی رشتے دار ہیں قرابت والے ہیں جن میں بنو ہاشم اور بنو المطلب صرف یہ دو شامل ہیں۔

اور پھر: ﴿وَالْيَتٰمٰى﴾: یتیم، یہ وہ بچے ہیں فقیر بچے اس سے مراد ہیں جن کے والد (باپ) جو مر جاتے ہیں جبکہ وہ ابھی بالغ نہیں ہوتے، بلوغت سے پہلے جن بچوں کے باپ مر جاتے ہیں انہیں یتیم کہا جاتا ہے، تو: ﴿الْيَتٰمٰى﴾ جو ہیں یتیم جو ہیں یہ بھی حصے دار ہیں مالِ فَے میں۔

اور پھر: ﴿وَالْمَسٰكِيْنِ﴾: یہ حاجت مند، مسکین اور فقیر لوگ ہیں یعنی جن کے پاس اتنا نہیں ہوتا جو اُن کی حاجت کو پورا کر سکے۔

﴿وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾: یہ وہ اجنبی مسافر ہوتے ہیں جن کے پاس نان نفقہ ختم ہو جاتا ہے اور سفر کا مال و متاع ختم ہو جاتا ہے جب وہ سفر میں ہوتے ہیں، تو یہ بھی اِن پانچ میں شامل ہیں (یعنی یہ پانچ حصوں میں تقسیم ہوتا ہے مالِ فَے جو ہے)۔

اور یہ اس لیے مال تقسیم ہوتا ہے پانچ حصوں میں تاکہ یہ مال جو ہے صرف امیر لوگوں کے ہاتھوں میں گردش نہ کرے اور فقراء اور مساکین کو اس سے محروم نہ کیا جائے، اور جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیں چاہے وہ مال ہو یا چاہے وہ شریعت میں سے کوئی چیز ہو تو وہ لے لو، اور جس چیز سے تمہیں منع کریں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس سے رُک جاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تقویٰ کا راستہ اختیار کرو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے اور جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے حکم کی تعمیل کرنے سے، اور جس چیز سے منع کیا ہے اُس سے رُک جانے سے، بے شک اللہ تعالیٰ کی سزا بہت سخت ہے اُن لوگوں کے لیے جو نافرمانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اور اس آیت میں جو ہے سنت پر عمل کرنے کا اور سنت کو لازم پکڑنے کا ثبوت ہے قولاً اور فعلاً، اور تقریراً۔

چاہے سنت قولی ہو یا فعلی ہو یا اقرار سنت ہو، سنت کو لازم پکڑنے کا ثبوت اس آیت میں موجود ہے کہاں پر ہے؟

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾: جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیں وہ لے لو چاہے وہ مالِ غنیمت ہو، یا مالِ فَے ہو، یا چاہے شریعت کا کوئی حصہ بھی ہو، شریعت کے تعلق سے کوئی چیز بھی ہو (عام ہے)، اور جس چیز سے منع کریں اُسے فوراً ترک کر دو چھوڑ دو۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> ﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝﴾[الحشر:8]

مالِ فَے کے تعلق سے پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ مالِ فَے جو ہے یہ فقراء مہاجرین کو بھی دیا جاتا ہے، اور فقراء مہاجرین یہ وہ ہیں جنہیں مشرکین مکہ نے اپنے گھروں سے نکلنے پر مجبور کیا، اپنے گھروں کو چھوڑا اور اپنے مال و متاع کو بھی چھوڑ دیا، صرف اللہ تعالیٰ کا فضل چاہتے ہیں یعنی دنیا میں اللہ تعالیٰ سے رزق کا فضل چاہتے ہیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد بھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں (یعنی دین کی نصرت بھی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد بھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں) یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں جن لوگوں نے اپنے فعل سے اپنے قول کو سچا ثابت کیا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ۚ﴾ [الحشر:9]

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ جو جنہوں نے مدینہ میں سکونت اختیار کی اِن سے پہلے، مدینہ میں قیام کیا، یعنی انصار جو ہیں، اور ایمان بھی لے کر آئے مہاجرین کی ہجرت سے پہلے، وہ مہاجرین سے محبت کرتے ہیں اور ان کی مدد واعانت کرتے ہیں اپنے مال سے، اور اپنے نفس میں اپنے سینوں میں کوئی تنگی محسوس نہیں کرتے جب اُن کو مالِ فَے میں سے یا کوئی اور چیز دی جاتی ہے، بلکہ وہ ترجیح دیتے ہیں ان مہاجرین کو اپنے اوپر بھی اگرچہ وہ خود حاجت مند کیوں نہ ہوں اور ضرورت مند کیوں نہ ہوں، اور سچ بات یہ ہے کہ کہ جس نے اپنے آپ کو بچایا ہے نفس کی بخیلی سے اور مال کی محبت اور ہوس سے تو یہی لوگ جو ہیں وہ فلاح پانے والے ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں جو لوگ وہ حاصل کر چکے ہیں جو وہ چاہتے تھے (اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے تھے، کامیاب ہونا چاہتے تھے، تو کامیاب ہو گئے)۔

پہلی آیت میں مہاجرین کا ذکر خیر ہے، اور اس آیت میں انصار کا ذکر خیر ہے، اور ایک سے بڑھ کر ایک جملہ ہے اگر آپ غور کریں تو!

اور اب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اُن لوگوں کے تعلق سے جو اِن کے بعد آئے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاۗءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ۧ﴾ [الحشر:10]

اور وہ لوگ جو اِن کے بعد میں آئے مومنین میں سے (یعنی جو مہاجرین اور انصار کے بعد آئے) وہ یہ کہتے ہیں: اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہوں کو بخش دے، اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہمارے دینی بھائی ہیں جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں، اور ہمارے دلوں میں اُن کے لیے کوئی حسد یا کینہ باقی نہ رہے اہل ایمان میں سے، ''رَبَّنَا'': اے ہمارے ربّ! بے شک تو اپنے بندوں پر وسیع رحمت کرنے والا ہے اُن کے عاجل یا آجل معاملات میں۔

اور اس آیت میں یہ دلالت ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے سلف کا ذکر خیر کرتا رہے جو اچھے لوگ اُن سے پہلے گزر چکے ہیں، اور اُن کے لیے دعا بھی کرتا رہے، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے محبت بھی کرتا رہے، اور اُن کا ذکر خیر بھی کرتا رہے، اور اُن کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا کی دعا بھی کرتا رہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَىِٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ [الحشر:11]

اب کچھ اور لوگوں کا ذکر ہے:

کہ اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ نے ان منافقین کی طرف نہیں دیکھا (یعنی منافقین کو نہیں دیکھا) جو کفر میں اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں جو یہود بنی النضیر میں سے کفر پر جو اُن کے بھائی ہیں، وہ اُن کو یہ کہتے ہیں: کہ اگر تمہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُن کے ساتھی جو ہیں مدینہ سے نکال دیں (یعنی جلا وطن کر دیں گے) تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے، اور کسی کی بات بھی ہم نہیں مانیں گے آپ لوگوں کے خلاف، اگر کوئی ہمیں یہ کہتا ہے کہ ہم آپ کو رسوا کر دیں یا آپ کے ساتھ باہر نہ نکلیں تو ہم ہرگز کسی کی نہیں سنیں گے، اور اگر وہ تمہارے خلاف قتال اور جنگ بھی کریں گے تو تب بھی ہم تمہارے ساتھ تمہاری مدد کریں گے اُن کے خلاف، اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ منافقین جو ہیں جھوٹے ہیں جو انہوں نے وعدہ کیا ہے یہود بنی النضیر کے ساتھ۔

جب جلاوطنی کی بات ہوئی یہود بنی النضیر کی تو جو منافقین تھے اُنہوں نے ساتھ دیا یہودیوں کا، اور ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے اہل کفر اور اہل نفاق جو ہیں کیونکہ منافق ظاہراً اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مسلمان معاشرے میں رہتا ہے، نماز بھی پڑھتا ہے روزے بھی رکھتا ہے تو ظاہراً وہ مسلمان ہے، لیکن اندر میں دل میں وہ کافر ہے اُس نے اسلام قبول کیا نہیں ہے، جو نفاق اکبر ہے!

تو جب یہ اعلان ہوا کہ یہود بنی النضیر کو جلاوطن کرنا ہے تو منافقین نے یہ وعدہ کیا یہودیوں کے ساتھ "کہ آپ فکر نہ کریں ہم تمہارے ساتھ ہیں، اگر تمہیں نکالیں گے مدینہ سے تو ہم بھی نکلیں گے تم لوگوں کے ساتھ، اور اگر وہ قتال کریں گے جنگ کریں گے تو ہم بھی تمہارا ساتھ دیں گے اُن کے خلاف (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے خلاف ہم تمہارا ساتھ دیں گے)": تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، دیکھیں لفظ دیکھیں ﴿ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ (اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں)۔ ہوا کیا؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَىِٕنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَىِٕنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَىِٕنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝﴾ [الحشر:12]

یعنی اگر یہودیوں کو مدینہ سے نکال دیا گیا تو یہ اُن کے ساتھ (منافقین جو ہیں اُن کے ساتھ) نکلیں گے نہیں، اور اگر جنگ بھی ہوئی یہودیوں کے خلاف تو یہ جنگ میں بھی اُن کا ساتھ نہیں دیں گے جیسا کہ اُن لوگوں نے یعنی جھوٹا وعدہ کیا ہے، اور اگر قتال بھی کر لیں گے جیسا کہ اُن لوگوں نے یہ دعویٰ کیا ہے تب بھی پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ کبھی بھی اُن کی مدد نہیں کرے گا بلکہ ہمیشہ وہ ذلیل اور رسوا اور خوار ہوتے رہیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝﴾ [الحشر:13]

سچ بات تو یہ ہے کہ یہودی اور منافقین جو ہیں وہ تم سے زیادہ ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نسبت (یعنی اصل بات یہ ہے کہ وہ تم سے ڈرتے ہیں اور بہت زیادہ ڈرتے ہیں) اُن کے سینوں میں جو رعب اور ڈر ہے تمہارا وہ بہت زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ وہ تم سے ڈرتے ہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کیا ہے اور ایمان کیا ہے، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی سزا سے ڈرتے ہیں۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت نہ ہو تو پھر یہی انجام ہوتا ہے (نعوذ باللہ) کہ مخلوق سے ڈرا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے لوگ ڈرتے نہیں ہیں! پھر اُن کا انجام بھی یہی خوفناک انجام ہوتا ہے!

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَاۗءِ جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۭ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝﴾ [الحشر:14]

یعنی سچ بات یہ ہے: یہ جو یہودی ہیں تمہارے خلاف جنگ ہرگز نہیں کریں گے اِلَّا یہ کہ بند قلعوں میں یا دیواروں کے پیچھے چھپ کر، کیونکہ یہ بزدل اور ڈرپوک ہیں اور وہ اُن کے دلوں میں رعب جو ہے اُس کی وجہ سے، اور سچ بات یہ ہے کہ آپس میں اِن کی جو دشمنی ہے بہت شدید ہے، آپ یہ گمان کریں گے کہ سب جڑے ہوئے ہیں لیکن سچ بات یہ ہے کہ ان کے دل جدا جدا ہیں، اور یہ اس لیے کہ یہ ایسی قوم ہے یا ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے نہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر غور و فکر کرتے ہیں (سبحان اللہ)۔

یہ حقیقت ہے یہودیوں کی ہمیشہ ہر زمانے میں ﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى﴾: دیکھنے والا یہ دیکھے گا کہ سب ایک ہیں بڑے مضبوط ہیں، بڑا اِن کا آپس میں محبت اور ساتھ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے دل جدا جدا ہیں کوئی محبت نہیں ہے! ذاتی مفادات ہیں اور صرف دیکھنے والے کے سامنے ایک ہیں حقیقتاً دل

جدا جدا ہیں۔ جب دل جدا ہوتے ہیں نفرتیں ہوتی ہیں بغض ہوتے ہیں تو کبھی بھی ایسے ساتھ میں کوئی خیر باقی نہیں رہتا، لیکن یہ عبرت ہے لوگوں کے لیے جو سمجھ رکھتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾[الحشر:15]

اب اللہ تعالیٰ نے مثال دی ہے ان یہودیوں کی دو مثالیں ہیں، پہلی مثال یہودیوں کی، دوسری منافقین کی: کیونکہ پہلے ذکر یہودیوں کا ہوا ہے اب یہودیوں کی مثال دیکھیں ذرا: یہ جو یہودی ہیں جو اُن کو یہ سزا دی گئی ہے ان کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ان سے پہلے جو مشرکین قریش ہیں جنگ بدر میں جو اُن کے ساتھ ہوا اور جو ان سے پہلے یہود بنی قینقاع کے ساتھ ہوا، کہ اُن لوگوں کو جو تکلیفیں پہنچی ہیں یا جو رسوائی کا سامنا کرنا پڑا وہ ان کے سوءِ عاقبت کی وجہ سے ہے جو اُن لوگوں نے کیا جو بُرے اعمال کیے یہ اُن کی سزا تھی، اور اُن کے کفر کی وجہ سے اور جو دشمنی کی اُن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو دنیا میں اُن کو یہ سزا ملی، اور آخرت میں اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾[الحشر:16]

اور منافقین کی ایسی مثال ہے جب اُن لوگوں نے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں (یہود بنی النضیر کے ساتھ ہیں)، کہ اگر تمہیں نکالیں گے تو ہم بھی نکلیں گے اگر جنگ کریں گے تو ہم بھی تمہارا ساتھ دیں گے، ان کی مثال ایسی ہے جیسا کہ شیطان نے انسان کو دھوکے میں یہ کہا "کہ میں تمہارے ساتھ ہوں" جب انسان کے لیے کفر اور نافرمانی کو مزیّن کیا اور پھر اُس کی طرف بلایا ہے، اور جب انسان نے کفر کا راستہ اختیار کر لیا ہے اور نافرمانی کر بیٹھا ہے تب شیطان نے کہا "میں تم سے بَری ہوں"، اور لاتعلقی کا اعلان کرتے ہوا کہا "کہ بے شک میں اللہ ربّ العالمین سے ڈرنے والا ہوں"۔

جب انسان گناہ کر بیٹھتا ہے شیطان کے بہکاوے میں آجاتا ہے نافرمانی کر لیتا ہے اور سب سے بڑی نافرمانی کفر ہے، اب انسان کو کافر بنادیا ہے اور پھر جب وہ کفر کا راستہ اختیار کر لیتا ہے پھر کہتا ہے: "میں تو بَری ہوں میں تو جانتا نہیں ہوں میرا تعلق ہی تم سے نہیں ہے یہ کفر تم نے خود کیا ہوا ہے (نعوذ باللہ) اور میں اللہ سے ڈرتا بھی ہوں"۔ دیکھیں (سبحان اللہ)!

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾[الحشر:17]

پس جو عاقبت اور جو انجام ہوا شیطان کا اور اُس انسان کا جس نے شیطان کی بات کو مان کر کفر کا راستہ اختیار کر لیا کہ دونوں جہنم میں ہیں ہمیشہ اُس میں رہیں گے، اور یہ سزا جو ہے اُن سب کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کی حدیں پار کر لیتے ہیں اور زیادتی کر بیٹھتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝﴾[الحشر:18]

اے ایمان والو (یعنی اے وہ لوگ)! جنہوں نے تصدیق کی اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور شریعت پر عمل پیرا ہوئے، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور اللہ تعالیٰ کی سزا سے بچو ہر اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جو تمہیں حکم دیا گیا، اور ہر اس چیز کو ترک کرتے ہوئے جس سے تمہیں منع کیا گیا تاکہ ہر ذات اور ہر نفس جو ہے وہ غور و فکر کرے کہ اُس نے آگے کیا بھیجا ہے قیامت کے دن اپنے اعمال میں سے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو ہر اس چیز سے جو تم

کرتے ہو یا تم چھوڑتے ہو، بے شک اللہ تعالی خوب باخبر ہے ہر اُس چیز سے جو تم کر رہے ہو کوئی چیز اللہ تعالی سے مخفی نہیں تمہارے اعمال میں سے، اور اللہ تعالی تمہیں ان تمام چیزوں کی جزاء دے گا۔ پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١٩﴾﴾ [الحشر:19]

اور تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہواے مومنو! جن لوگوں نے اللہ تعالی کے حق کی ادائیگی کو ترک کر دیا ہے جو اللہ تعالی نے اُن پر واجب کیا ہے، پس اللہ تعالی نے اُن کو بھلا دیا ہے جو بھی خیر تھا اللہ تعالی کے عذاب اور پکڑ سے قیامت کے دن جس نے بچانا تھا اللہ تعالی نے اُن سب کو اُن چیزوں سے غافل کر دیا اور بھلا دیا، اور یہ وہ لوگ ہیں جو فاسق ہیں جو اللہ تعالی کی فرمانبرداری سے اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری سے خارج ہونے والے ہیں۔
یعنی کچھ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالی کو بھول جاتے ہیں غافل ہو جاتے ہیں اور اُن کی سزا کیا ہوتی ہے؟ کہ اللہ تعالی بھی اُن کو بھلا دیتا ہے، وہ کوئی خیر عمل نہیں کرتے نہ اُن کو توفیق ہوتی ہے اور یہ اُن کے فسق کی سزا ہے، جب انسان نافرمانی پر اُتر آتا ہے تو اُن کی پھر سزا یہی ہوتی ہے (نعوذ باللہ)۔
پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾﴾ [الحشر:20]

نہیں برابر جہنمی جو جہنم میں عذاب جن کو ملتا رہے گا، اور نہ ہی جنتی جو جنت میں اللہ تعالی کے خاص انعام اور احسان میں ہوں گے منعَّم ہوں گے پھر جنت کی لذتوں میں ہوں گے، جنت والے ہی جو ہیں وہ کامیاب ہیں، اُن کو ہر وہ چیز ملے گی جو وہ چاہتے تھے، اور ہر اُس چیز سے وہ بچیں گے جو وہ نہیں چاہتے تھے یا ہر ناگواری سے اللہ تعالی اُن کو بچا لے گا۔
یعنی فوز کا معنی کیا ہے؟ "الحصول على المطلوب والنجاة من المكروه": آپ جو چاہتے ہیں، جو خیر بھلائی چاہتے ہیں آپ جب مل جاتی ہے اور جس چیز سے آپ ڈرتے ہیں اس سے آپ بچ جاتے ہیں تو اسے کہتے ہیں الفوز: ﴿هُمُ الْفَائِزُونَ﴾ یا فلاح بھی اسے کہتے ہیں تو اہل جنت جو ہیں فلاح پا چکے ہیں۔
پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾﴾
[الحشر:21]

قرآن مجید کے تعلق سے اللہ تعالی کا ارشاد ہے: کہ اگر ہم یہ قرآن جو ہے کسی پہاڑ پر اسے نازل کر دیتے اور اُس پہاڑ نے سمجھ لیا جو کچھ قرآن مجید میں ہے وعد اور وعید (اور یعنی جو باقی پیغامات ہیں) تو آپ یہ دیکھتے کہ اس کی شدت، قوت اور صلابت اور عظمت کے باوجود بھی یہ پہاڑ جو ہے یہ دب جاتا جھک جاتا اور اس میں دراڑیں پڑ جاتیں اللہ تعالی کے ڈر سے، اور یہ مثالیں ہم اس لیے بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیے تاکہ لوگ غور و فکر کریں اللہ تعالی کی قدرت اور عظمت میں اور راہ راست اختیار کر لیں۔ اور اس آیت میں قرآن پر غور و فکر کرنے پر رغبت دی گئی ہے تاکہ غور و فکر سے قرآن مجید کے جو معنی ہیں اُن کو سمجھا جائے اور عمل بھی کیا جائے۔ پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿٢٢﴾﴾ [الحشر:22]

اللہ تعالی ہی معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ بادشاہ ہے وہ خوب جاننے والا ہے جو کچھ چھپا ہے اور جو حاضر ہے، وہ وسیع رحمت والا ہے جس کی رحمت ہر چیز کو وسیع ہے، اور وہ رحیم بھی ہے اہل ایمان پر خاص رحم کرنے والا بھی ہے۔ پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٢٣﴾﴾ [الحشر:23]

وہ اللہ ہے جو سچا معبود ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ بادشاہ ہے تمام چیزوں پر اور تدبیر کرنے والا ہے بغیر کسی ممانعت کے بغیر کسی مدافعت کے، جو ہر نقص اور عیب سے پاک ہے، جو تصدیق کرتا ہے اپنے رسولوں کی اور اپنے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی جو پیغامات اور آیات بیّنات اُن کو دی ہیں، جو نگہبان ہے رقیب ہے اپنی مخلوق پر اور تمام اعمال پر، جو عزیز ہے غالب ہے جس کو کوئی عاجز نہیں کر سکتا، جو جبار ہے جو اپنے تمام بندوں پر قہر کرنے والا ہے اور جبر کرنے والا ہے، تمام مخلوقات اُس کے سامنے جھک گئی ہیں، جو متکبر ہے کبریائی والا ہے بڑائی والا ہے اور عظمت والا ہے، اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر اُس چیز سے جسے وہ شریک ٹھہراتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت میں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲۴﴾ [الحشر:24]

وہ اللہ ہے جو خالق ہے جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے، جو باری ہے جس نے عدم سے مخلوقات کو پیدا کیا ہے اپنی حکمت کی بنیاد پر، جو مصور ہے مخلوقات کی جیسی چاہتا ہے تصویریں بناتا ہے، اُسی کے پیارے نام ہیں اور صفات الکمال ہیں، تمام مخلوقات جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں پاکیزگی بیان کرتی ہیں، وہ عزیز اور غالب ہے اور سخت انتقام لینے والا ہے اپنے دشمنوں سے، اور وہ حکیم ہے بڑی حکمت والا ہے اپنی مخلوقات کے اُمور کی تدبیر کرنے میں۔

یہ مختصر سی تفسیر ہے اس عظیم سورۃ کی، اور اس سورۃ کی ابتداء اور انتہا کو اگر دیکھیں اور بنیادی پیغام کو دیکھ لیں تو اس کی ابتداء تسبیح سے ہوئی اور اختتام بھی تسبیح سے ہوا، اور بیچ میں ذکر ہوا یہود بنی النضیر کا، اور سورۃ کا نام حشر بھی اس لیے ہے کہ حشر کرنا ہے یعنی جمع کرنا ہے: (۱) بنی النضیر یہود کو جمع کیا گیا ایک جگہ پر پھر ان سب کو جلاوطن کیا گیا مدینہ سے نکال کر شام کی طرف، یہ پہلا حشر ہے۔ (۲) دوسرا حشر ہے جزیرۂ عرب سے اُن کو نکالنا خیبر کی طرف۔ (۳) اور تیسرا حشر جو ہے وہ ہے روز قیامت (روز محشر جسے کہتے ہیں وہ حشر)، تو یہ تین معنی ہیں حشر کے۔ یہ ابتداء تھی اس لیے فرمایا ﴿لِاَوَّلِ الْحَشْرِ﴾، اور دوسرا بھی ہونا تھا خیبر کی طرف جو ہے۔ سیدنا عمر کے زمانے میں اُن کو نکال دیا سب کو اور جزیرۂ عرب سے پاک کر دیا گیا۔ اور کیونکہ کچھ اعتراض کرنے والے جو منافقین ہیں جو یہودی ہیں یا جو کافر ہیں: "یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ سلامتی کا دین ہے اُن کو نکال دیا گیا ہے؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ ظلم کیا گیا ہے اُن پر؟": تو اس لیے تسبیح سے بات شروع ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے، ہر عیب و نقص سے پاک ہے، اور یہ گواہی تمام چیزیں جو ہیں (مخلوقات آسمانوں اور زمین میں) دیتی ہیں، کسی کے اعتراض کرنے سے یا اللہ تعالیٰ کی شان میں کسی کے گستاخی کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، تمام مخلوقات تسبیح کرتی ہیں اور گواہی دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر نقص اور عیب سے پاک ہے، (ابتداء ہوئی اور اختتام بھی اسی چیز پر ہوا (سبحان اللہ))۔

اور بیچ میں جو بھی واقعات ہوئے ہیں اُن کی مکمل وضاحت ہوئی ہے۔ کیوں ہوا؟ کیونکہ مخالفت کی ہے یہودیوں نے (ہمیشہ دیکھیں یہودیوں کو)۔ آج بھی حال دیکھ لیں وعدہ خلافی ہمیشہ، جھوٹ فریب، دھوکا، سب اُن میں نظر آئے گا تو سزا بھی ملتی رہی مختلف ادوار میں، اُن کو سزا بھی ملی، اُن سے پہلے بنو قینقاع کو ملی، اُن کے بعد بنو قریظہ کو بھی ملی، اور ان کو بھی ملی جن کو جلاوطن کیا گیا ہے، اور جو درخت کاٹے گئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کاٹے گئے ہیں۔

اُن کے درخت بھی تھے کھجوریں بھی تھیں کیوں کاٹی گئیں کیوں جلایا گیا؟ اللہ تعالیٰ کے حکم سے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اس سے بڑھ کر ہے، جو کفر اور نافرمانی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کرنا، وعدہ خلافی کرنا، ان تمام چیزوں سے یہ دنیاوی چیزیں ہیں یہ سب ایک طرف ہیں یہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے! تو اگر مومنوں نے کاٹا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حکم سے کاٹا ہے تو اصل حکم اللہ تعالیٰ کا ہے۔

اور پھر صحابہ کا ذکر خیر دیکھیں آپ: مہاجرین کا ذکر سب سے پہلے کہ انہوں نے گھر چھوڑا ہے اپنا قربان کر دیا ہے، اگر تم لوگ گھر چھوڑ کر جا رہے ہو تمہیں گھر سے نکالا ہے تو اس سے پہلے دیکھیں مشرکین نے کیا کیا تھا؟! اپنے گھروں میں مکہ میں رہتے ہوئے صحابہ کو جو مہاجرین تھے ان کو گھر سے نکالا، مجبور کیا گھر چھوڑنے پر۔

قصور کیا تھا؟ مومنین تھے اہل ایمان تھے، توحید پر قائم رہنا چاہتے تھے۔ گھر سے نکالا گیا، اپنے مال سے نکالا گیا، وہ مدینہ پہنچے، اُن کے جو امیر تھے وہ بھی فقیر ہو گئے کچھ اُن کے پاس باقی نہ رہا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اللہ کے لیے قربان کر کے گئے! کس لیے؟ اللہ تعالیٰ کا فضل چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں اور اپنے عمل سے اپنے قولوں کو سچا ثابت کیا۔

اور پھر جو انتظار اُن کا کر رہے تھے اُن کو ویلکم (Welcome) کرنے والے جو انصار ہیں جو سبقت لے گئے (یعنی وہ سبقت لے گئے مہاجرین جو ہیں اُس خیر میں جو مکہ سے آئے قربانی میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور یہ دیکھیں یہ ویلکم (Welcome) میں سبقت لے گئے) اِن کا انتظار کیا اور ان کی مدد کی ان کی اعانت کی اور خوشی سے جو بھی ان کو مالِ فَے دیا گیا جو مال تقسیم کیا گیا اس کی تفصیل بیان کرنے کے بعد یہ ان کا حصہ بھی ہے جو مہاجرین ہیں۔

اور انصار بھی ایسے تھے جو فقیر مسکین تھے لیکن دیکھیں ان کو گھر میں جگہ دی، ان کو مال و متاع دیا، اپنے ساتھ کھانا کھلایا، ان کو لباس بھی دیا، بے گھر تھے گھر بھی دیا، سب کچھ دینے کے ساتھ ساتھ جو مالِ فَے ملا مہاجرین کو کوئی تنگی کسی نے محسوس نہیں کی بلکہ اگر کوئی ان کو ملتا تو وہ بھی ترجیح کرتے (اپنے نفس سے ترجیح کرتے) ان کو دیتے جبکہ وہ خود شدید ضرورت مند ہوتے۔ یہ کب ممکن ہے؟ جب انسان اپنے نفس کی بخیلی سے دوری اختیار کرلے۔ جو اپنے نفس کی تربیت کرتا ہے اور بخیلی سے پاک کر دیتا ہے مال کی ہوس سے پاک کر دیتا ہے تو ایسے لوگ ہی کامیاب ہوتے ہیں، فلاح پانے والے۔ پھر اُن کے بعد میں آنے والے (صحابہ کے بعد میں آنے والے) جو اہل ایمان ہیں اُن میں کبھی کوئی خیر نہیں ہے جب تک کہ وہ صحابہ کا ذکر خیر نہ کریں اُن کے لیے دعائے مغفرت نہ کریں (دیکھیں سبحان اللہ دعائے مغفرت اُن کا حق ہے، لوگ تو بُرا بھلا کہتے ہیں حیران کن بات ہے!)، دعائے مغفرت اُن کا حق ہے اُن کے لیے دعا کرتے رہیں، ذکر خیر کرتے رہیں اور اُن کے راستے کی اتباع کرتے رہیں، یہ اصل پیغام ہے۔

جب آپ دعا کرتے ہیں تو اُن کے راستے کی اتباع کیوں نہیں کریں گے جب وہ سب سے بہترین ہیں جو ہمارے سلف سب سے پہلے گزرے ہیں! اس لیے ہم سورۃ الفاتحہ میں کیوں بار بار اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں ﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ‏ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ﴾ (الفاتحہ:5-6) وجہ کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اُن کے راستے کو ہم نے اختیار کرنا ہے۔

اور پھر منافقین کا ذکر ہوا ہے کہ اُن لوگوں نے کس طریقے سے کیا ہے۔ تو اس ساری سورۃ کا سیاق و سباق دیکھیں آپ اللہ تعالیٰ کی عظمت شروع سے لے کر آخر تک، دشمنی کرتے رہیں گے اور وہ اپنے جو بھی حیلے ہیں اور جو بھی ان کی دھوکے بازی ہے وہ سب کرتے رہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد و اعانت اپنے پیاروں کے ساتھ ہمیشہ ہے، اپنے انبیاء کی نصرو تائید ہمیشہ رہی ہے مدد و اعانت ہمیشہ رہی ہے اور کامیاب ہمیشہ اہل ایمان ہوئے ہیں۔

راستے صرف دو ہیں: یا جنت کی طرف راستہ ہے یا دوزخ کی طرف، اہل ایمان ہیں اہل کفر ہیں، اصحاب الجنۃ اور اصحاب النار دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے! اور یہ ساری چیزوں کا قرآن مجید میں ذکر کیا ہے ایک چھوٹی سی سورۃ میں ذکر کیا ہے۔ اگر قرآن مجید پر غور و فکر کریں کہ اگر یہ پہاڑ پر نازل ہوتا تو وہ بھی ذرّہ ذرّہ ہو جاتا! پھر ان اہل کفر کے دلوں پر فرق کیوں نہیں پڑتا؟! دیکھیں منافقین کا ذکر ہوا ہے نا منافقین کی سب سے زیادہ خرابی کہاں پر ہے؟ دل میں ہے۔

اور ذکر بھی قرآن مجید کا کیا ہے، "اگر قرآن مجید پہاڑ پر اللہ تعالیٰ نازل کرتا اور پہاڑ قرآن مجید کو سمجھ لیتا تو وہ بھی ذرّہ ذرّہ ہو جاتا ریزہ ریزہ ہو جاتا"۔ اِن کے دل کیسے ہیں جو منافقین ہیں یا جو یہودی ہیں جو اہل کفر ہیں ان کو فرق کیوں نہیں پڑتا؟! عربی بھی سمجھتے ہیں!

بنی النضیر عربی تھے عربی سمجھتے تھے، منافقین بھی سب عربی سمجھتے تھے، قرآن مجید سنتے بھی تھے سمجھتے بھی تھے لیکن کاش سمجھنے کا حق ادا کرتے تھے! دل پر مہر لگی ہوئی تھی کیونکہ سمجھنا نہیں چاہتے تھے، دل پر کفر کی کالک لگی ہوئی تھی، تو قرآن مجید ایسے دلوں پر کبھی اثر نہیں کرتا۔ تو اہل ایمان جو ہیں ان کے دلوں پر اثر بھی ہوتا ہے اور پھر وہ جب کمال ہوتا ہے اس قرآن مجید کی صحیح سمجھ کا دلوں پر تو پھر صحابہ جیسی زندگی ہوتی ہے اور ان کے نقش قدم پر چلنا جو ہے وہ متعین ہو جاتا ہے، اصل یہ چند اہم پیغام ہیں۔

060:سورۃالممتحنۃ

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاۗءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَاۗءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِيْ ڰ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ڰ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ①﴾[الممتحنة:1]

سورۃ کا نام سورۃ الممتحنۃ "الممتحنۃ" امتحان سے لیا گیا ہے (بہت بڑی آزمائش) آیئے دیکھتے ہیں اس سورۃ کی مختصر تفسیر التّفسیر المُیسّر سے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! وہ جنہوں نے تصدیق کی ہے اللہ تعالی کی اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور شریعت پر عمل پیرا ہوئے، میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ (پیارے مت بناؤ) کہ تم ان سے دوستی رکھ کر محبت کر کے خفیہ پیغام پہنچاتے ہو اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کی مخبری کرتے ہوئے، جبکہ یقیناً اُن لوگوں نے انکار کیا اُس حق کا جو تمہارے پاس آیا ہے اللہ تعالی پر ایمان اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان اور جو کچھ نازل ہوا قرآن مجید میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، اور اُنہیں جلا وطن کیا اور نکالا ہے اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور تمہیں بھی اے مومنو! مکہ سے کیونکہ تم لوگوں نے ایمان رکھا ہے اللہ تعالی پر جو تمہارا ربّ ہے اور اس کی توحید کی ہے۔

اے مومنو! اگر تم لوگوں نے میرے راستے میں ہجرت کر کے جہاد کیا ہے میری رضامندی کے لیے کہ میں تم سے راضی ہو جاؤں تو بس میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ خفیہ اُن سے محبت قائم کرتے ہو اور پیغامات بھیجتے ہو، اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو، جو تم میں سے ایسا کرے گا تو یقیناً وہ راہ راست سے ہٹا ہوا ہے۔

اور قصہ معروف ہے فتح مکہ کے موقع پر فتح مکہ سے پہلے سیدنا حاطب بن أبی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا معروف قصہ ہے صحیحین (صحیح بخاری، مسلم) میں کہ انہوں نے خفیہ خط لکھا مشرکین قریش کو "کہ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں وہ حملہ آور ہونا چاہتے ہیں اور فتح مکہ کی تیاری کر رہے ہیں": اور اُن کو خبردار کر دیا!

یہ خط لکھا اور بھیجا لیکن وحی کے ذریعے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی، اور ابھی جس کو خط لکھا وہ عورت راستے میں تھی جو مکہ جا رہی تھی تو راستے میں اُسے پکڑ لیا، اور سیدنا علی اور سیدنا مقداد دونوں تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق (وہ خط چھپا کر جا رہی تھی) وہ خط اُس سے لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ خط سامنے رکھا، اُس میں لکھا ہوا تھا (حاطب بن أبی بلتعہ کی طرف سے قریش کے چند سرداروں کی طرف وہ خط لکھا تھا): "کہ تم لوگ خبردار ہو جاؤ اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں وہ حملہ آور ہونا چاہتے ہیں"۔

تو اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا حاطب کو بلایا اور یہ دریافت فرمایا کہ ایسا عمل کیوں کیا؟ سیدنا حاطب نے فرمایا قسم کھا کر کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر اُن کو کوئی شک نہیں ہے اور یقین ہے کہ اللہ تعالی اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کامیابی عطا فرمائے گا، لیکن وہ مشرکین پر کچھ احسان کرنا چاہتے تھے کیونکہ اُن کے گھر والے رشتے دار جو ہیں وہ مکہ میں تھے اور مشرکین ہمیشہ اُن کو ستاتے تھے اور آئے دن طرح طرح کی آزمائش میں ڈالتے تھے اور تکلیفیں پہنچاتے تھے۔

تو اس خط کے ذریعے سے وہ تھوڑا سا احسان کر کے مشرکین پر تا کہ وہ اپنی فیملی کو (گھر والوں کو) محفوظ کر لیں اُن کے شر سے، اصل مقصد یہ تھا۔

اور قصہ معروف ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گواہی دی کیونکہ بدری صحابہ میں سے ہیں سیدنا حاطب جو ہیں، اور یہ ایک آزمائش تھی کہ گھر والوں کی وجہ سے اس طریقے سے خفیہ پیغام پہنچانا اصل قصہ یہ ہے، اس لیے ممتحنۃ کا نام آزمائش سے ہے میں نے پہلے بیان کیا ہے، بس یہ آزمائش تھی۔

اور اس سورت میں ہم آگے دیکھیں گے ان شاءاللہ کہ کافروں کے ساتھ کیسے تعلقات رکھنے ہیں، کس کے ساتھ دوستی رکھنی ہے کس کے ساتھ نہیں رکھنی ہے، دوستی کی کیا قسمیں ہیں کون سی جائز ہے کون سی ناجائز ہے، اس موضوع کے تعلق سے یہ سورۃ ہے، اور باقی مزید قصہ آپ دیکھ لیں میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَاۗءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْۗءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝۲﴾[الممتحنة: 2]

اگر یہ کافر جو ہیں جن سے تم دوستیاں رکھتے ہو اور خفیہ پیغام پہنچاتے ہو (خفیہ دوستیاں رکھتے ہو) اُن سے محبت کرتے ہو، اگر یہ تم پر غالب ہو جائیں کسی طریقے سے کہ یہ تم پر دھاوا بول دیں جنگ کر دیں، اور تمہاری طرف اپنے ہاتھوں سے اور زبانوں سے تم لوگوں کو تکلیف پہنچائیں (یعنی ہاتھوں سے قتل اور غلامی کر دیں یا تمہیں غلام بنادیں قتل کر دیں اور زبانوں سے گالی گلوچ پر اُتر آئیں)، اور ہر حال میں وہ یہ تمنا کرتے ہیں کہ کاش تم لوگ بھی اُن کی طرح کافر ہی ہوتے!

یعنی دو لفظوں میں: ان کافروں کے ساتھ دوستی رکھنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۳﴾[الممتحنة: 3]

تمہیں کبھی نفع نہیں پہنچائیں گی تمہاری رشتے داریاں اور تمہاری اولاد، جبکہ تم اُن کی وجہ سے کافروں سے دوستی رکھو گے، تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے بیچ میں فیصلہ کرے گا فرمانبرداروں کو جنت میں داخل کرے گا اور نافرمانوں کو جہنم میں داخل کرے گا، اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے تمہارے اقوال اور اعمال میں سے۔ یعنی جن کی وجہ سے خفیہ پیغام بھیجا ہے گھر والے ہیں، رشتے دار، اولاد، قیامت کے دن یہ تمہارے کوئی کام نہیں آئیں گے فیصلہ قیامت کے دن ہو گا۔

اور پھر دو قسم کے لوگ ہیں: (۱) یا تو فرمانبردار ہیں اہل الطاعۃ ہیں۔ (۲) یا نافرمان ہیں اہل المعصیۃ ہیں۔ اور دونوں کا انجام ایک جیسا نہیں ہے، اہل الطاعۃ جنت میں داخل ہوں گے، اور نافرمان اہل المعصیۃ جو ہیں وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔ اور سچ بات اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب دیکھتا ہے جو تم کر رہے ہو کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے تمہارے اقوال اور اعمال میں سے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰۗؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاۗءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴﴾[الممتحنة: 4]

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کہ یقیناً اے مومنو! تمہارے لیے سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور مومن جو اُن کے ساتھی ہیں تمہارے لیے اُن میں بہترین نمونہ ہیں، جب اُن لوگوں نے اپنی قوم سے کہا جو اللہ تعالیٰ سے کفر کر بیٹھے کہ ہم تم سے بیزار ہیں ہم تم سے بَری ہیں اور ہر اُس چیز سے جس کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا، ہم نے تم کو جھٹلایا ہے اور جس کفر پر تم ہو ہم نے اُس کا انکار کیا ہے، اور ہمارے بیچ میں دشمنی اور بغض و نفرت ظاہر ہو چکی ہے ہمیشہ کے لیے جب تک کہ تم اپنے کفر پر قائم ہو اور جب تک تم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے اور توحید پر قائم نہیں ہوتے۔

اور اس اقتداء میں ایک استثناء ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا اپنے والد کے لیے استغفار جو ہے وہ شامل نہیں ہے اور یہ اُس وقت تھا جب سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنے والد کے تعلق سے وضاحت نہیں ہوئی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے، جب واضح ہو گیا کہ اُن کا والد اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو انہوں نے بھی اپنے والد سے برأت کا اعلان کیا اور اُن سے بیزار ہو گئے۔

اے ہمارے ربّ! ہم تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں اور تیری طرف توبہ کر کے لوٹتے ہیں اور تیری طرف ہی قیامت کے دن واپس لوٹ کر جانا ہے۔ یہ آیت الولاء والبراء کے تعلق سے بیان کی گئی ہے اور ہم سب جانتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے اصول میں سے ایک اصل یہ ہے کہ دوستی اور دشمنی کیسے کی جاتی ہے، اور اس آیت میں واضح دلیل ہے کہ جو کافر ہیں اور مشرک ہیں اُن سے کبھی بھی دوستی ہو نہیں سکتی (الولاء والبراء کا معاملہ جو ہے یہ دین کے اصولوں میں سے ہے)۔ اور سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور اُن کے ساتھ جو مومن تھے انہوں نے برأت کا اعلان کیا اپنی قوم سے جو کافر قوم تھی، اور ہمارے لیے بہترین نمونہ ہیں اور نمونہ اسے کہتے ہیں جس کی اقتداء کی جائے۔

اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یقیناً اس کا پیغام دیا ہے ہمیں، یعنی یہ پیغام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لیے بھی ہے جو آج اس صورت میں موجود ہے۔

پھر مزید دعا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَاغۡفِرۡ لَنَا رَبَّنَا‌ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ‏ ۝﴾[الممتحنة: 5]

اے ہمارے ربّ: ہمیں کافروں کے لیے فتنہ اور آزمائش کا سبب نہ بنا کہ اُن کافروں کو ہمارے اوپر مسلط کر کے ہمارے لیے عذاب کا باعث بنیں، پھر وہ ہمارے دین میں فتنے کا سبب بنیں اور ہم پر غالب ہو جائیں اور یہ کہیں کہ اگر واقعی حق پر ہوتے تو پھر ان کو کبھی بھی کوئی تکلیف یا عذاب نہ پہنچتا، اور پھر کافر اپنے کفر میں مزید بڑھ جاتے، اے اللہ تعالیٰ! ہمارے گناہوں کو ڈھانپ دے اور ہمیں معاف کر دے، بے تُو عزت والا غالب ہے جسے کوئی عاجز نہیں کر سکتا، اور بڑی حکمت والا ہے اپنے اقوال اور افعال میں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدۡ كَانَ لَـكُمۡ فِيۡهِمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ‌ ؕ وَمَنۡ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ۝﴾[الممتحنة: 6]

یقیناً اے مومنو! تمہارے لیے سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور اُن کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جو امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں خیر کی، اور جو منہ موڑتا ہے اُس چیز سے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے انبیاء کی اتباع کرنی ہے اور پیروی کرنی ہے اور اُن کو بہترین نمونہ بنانا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جو دوستی کر لیتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے پرواہ ہے غنی ہے، اور حمید ہے اپنی ذات اور صفات میں جس کی ہر حال میں حمد وثناء کی جاتی ہے۔ اور حمید کہتے ہیں بڑی تعریفوں والے کو، اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ تعریفیں کی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ حق رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کی جائیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّجۡعَلَ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَ الَّذِيۡنَ عَادَيۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ مَّوَدَّةً‌ ؕ وَاللّٰهُ قَدِيۡرٌ‌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ‏ ۝﴾[الممتحنة: 7]

عنقریب ہے اے مومنو! کہ جن رشتے داروں سے تم لوگوں نے برأت کا اظہار کیا ہے (جن کافر رشتے داروں سے یا مشرکین رشتے داروں سے تم لوگوں نے برأت کا اظہار کیا ہے) یعنی عنقریب ہے کہ اللہ تعالیٰ بغض ونفرت کے بعد محبت پیدا کر دے، اور کینے کے بعد دل میں الفت پیدا کر دے اور اُن کے دلوں کو اسلام کے لیے کشادہ کر دے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اپنے بندوں کی بخشش کرنے والا ہے اور خوب رحم کرنے والا ہے۔

یعنی معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ہم نے حکم کی پیروی کرنی ہے، اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی، ہمیں جو حکم ہے کہ مشرکین سے ہم نے برأت کا اعلان کرنا ہے ہم اُن سے بَری ہیں، اور عنقریب یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو ہدایت دے دے اور وہ مسلمان بن جائیں پھر جو اللہ کے لیے اُن سے نفرت تھی وہ الفت میں بدل جائے، جو دشمنی تھی وہ دوستی میں بدل جائے۔ یعنی مایوس نہیں ہونا! ہم نے حکم کی پیروی کرنی ہے باقی معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸﴾
[الممتحنة: 8]

اب کافروں کی قسموں کا بیان ہو رہا ہے کہ کن سے دوستی رکھ سکتے ہو اور کن سے نہیں رکھ سکتے، پہلے اُن کافروں کا بیان ہے جن سے ہم دوستی رکھ سکتے ہیں وہ کیسی دوستی ہے دیکھیں:

﴿لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾: کہ اے مومنو! اللہ تعالیٰ تمہیں منع نہیں کرتا اُن کافروں سے دوستی رکھنے سے جنہوں نے تمہارے خلاف کوئی جنگ یا قتال نہیں کیا دین کی وجہ سے، اور تمہیں تمہارے گھروں سے بھی نہیں نکالا، تو تم اُن لوگوں کے ساتھ خیر خواہی سے کام لو (یہاں پر دوستی کا مطلب خیر خواہی ہے)، اور اُن کے ساتھ عدل وانصاف کرو، اُن کے ساتھ احسان کرو اور خیر خواہی سے کام لو، بے شک اللہ تعالیٰ خوب پسند کرتا ہے انصاف کرنے والوں کو جو اپنے اقوال اور افعال میں انصاف سے کام لیتے ہیں۔ تو پہلی قسم کے یہ کافر ہیں جو دین کے دشمن نہیں ہیں جو جنگ پر نہیں اُترے ہوئے اور نہ ہی مومنوں کو اُن کے گھروں سے نکالا ہے ان کے ساتھ کیسا تعلق رکھنا ہے؟ خیر خواہی کا، عدل وانصاف کا، عدل وانصاف کی بنیاد پر اگر وہ ہم سے اچھا پیش ہوتے ہیں اور ہمارے لیے خیر خواہی کا اظہار کرتے ہیں تو ہم بھی اسی طریقے سے انصاف کرتے ہوئے خیر خواہی سے کام لیتے ہیں۔

اور دوسری قسم کے کافر جن سے ہمیں منع کیا گیا ہے اُن کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹﴾[الممتحنة: 9]

اے مومنو! اللہ تعالیٰ تمہیں صرف اُن کافروں سے منع کرتا ہے جن لوگوں نے تمہارے ساتھ قتال کیا ہے جنگ کی ہے دین کی بنیاد پر اور تمہیں اپنے گھروں سے نکالا ہے اور اُن کافروں کی مدد بھی کی ہے جن کافروں نے تمہیں گھروں سے نکالا ہے، کہ ایسے کافروں سے محبت دوستی اور مدد مت کیا کریں، اور جو مومنوں کے خلاف اُن سے دوستی رکھتا ہے تو یقیناً ایسے لوگ جو ہیں وہ ظالم ہیں جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حدیں پار کرنے والے ہیں۔

یہ دوسری قسم کے کافر ہیں جن سے دوستی رکھنا جسے موالات کہتے ہیں دین کے لیے وہ جائز نہیں ہے کسی صورت میں، اُن کی مدد مسلمانوں کے خلاف کرنا بھی جائز نہیں ہے، اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو گھروں سے نکالا ہے اور اُن کافروں کی مدد کی ہے جنہوں نے مسلمانوں کو گھروں سے نکالا ہے، تو ایسے کافروں کے ساتھ دوستی رکھنا جائز نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَاۗءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔـلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔـلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰﴾[الممتحنة: 10]

پھر آزمائش کے تعلق سے ایک اور مسئلہ ہے (ایک مسئلہ تو گزر گیا ہے جو کافروں کے تعلق سے تھا دوستی اور دشمنی کا اور اسی کے ساتھ ساتھ ملتا جلتا ایک اور مسئلہ ہے) کہ جب ہجرت ہوئی اور مسلمان مکہ کو چھوڑ کر مدینے کی طرف آئے اُن کو مجبور کیا گیا مکہ چھوڑنے کو، اور اللہ تعالیٰ کے لیے انہوں نے اپنے گھروں کو چھوڑ دیا، اُن میں سے کئی نے اپنے اہل وعیال کو بھی چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تو معاملہ ایک پیش آیا کہ جن مومنوں کی بیویاں مکہ میں رہ گئیں اور اسلام قبول نہیں کیا کفر پر باقی رہیں اُن کا مسئلہ کہ اُن کے ساتھ کیا ہوگا، یا وہ مومن عورتیں جو بعد میں ہجرت کر کے آئی ہیں اور اپنے کافر خاوندوں کو چھوڑ کر آئی ہیں اب اُن کا کیا حکم ہے اُن کے لیے کیا کیا جائے، اُن کے اس مسئلے کا کیا حل ہے۔

اس تعلق سے دیکھیں بڑا پیارا پیغام ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! وہ جنہوں نے تصدیق کی اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور شریعت پر عمل پیرا ہوئے، جب مومن عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں دار الکفر کو چھوڑ کر دار الاسلام کی طرف تو انہیں آزمائیں تا کہ اُن کے ایمان کو سچ جان لو، اور حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے (اُن کے ایمان کے تعلق سے حقیقت تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن مومنوں کا کیا کام ہے؟ کہ اُن کو آزمانا ہے واقعی مومنہ ہیں کہ نہیں مومن عورتیں ہیں کہ نہیں)۔

پس جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ مومن عورتیں ہیں جیسا کہ تمہیں ظاہر ہوتا ہے اُن کی علامات اور بینات سے (جو نشانیاں ہیں اُن سے ظاہر ہو گیا) کہ یہ مومن ہیں تو اُن کو واپس کافروں کی طرف مت بھیجیں کیونکہ جو مومن عورتیں ہیں اُن کے لیے کافر خاوند جائز نہیں ہے، اور جو کافر مرد ہیں اُن کے لیے مومنہ عورتیں جائز نہیں ہیں یعنی نکاح کے لیے جائز نہیں ہیں، اور جو مسلمان عورتیں ہیں اُن عورتوں کے کافر خاوندوں کو جو انہوں نے مہر دیا ہے اُن کو واپس کرو، اور تمہارے اوپر کوئی حرج نہیں کہ اگر تم لوگ ان مومن عورتوں سے شادی کرنا چاہو نکاح کرنا چاہو بشرطیکہ اُن کی مہریں اُن کو دے دیں، اور کافر عورتوں کے نکاح کو مت تھامو (یعنی جن مومنوں کی بیویاں کافر ہیں اس نکاح کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور اس نکاح کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے) اور کافروں سے تم مطالبہ کرو کہ جو مہر تم نے ان کافر عورتوں کو دیا ہے جو اسلام سے خارج ہو چکی ہیں اور اہل کفر کے ساتھ جا کر ملی ہیں، اور وہ بھی جو مسلمان بیویاں جو مسلمانوں کی طرف آئی ہیں وہ بھی اپنے مہر جو ہیں واپس لے لیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس کا اس آیت میں ذکر ہوا ہے جو تم لوگوں کے بیچ میں کرتا ہے اس کی مخالفت مت کریں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے، اور خوب حکمت والا ہے اپنے اقوال اور افعال میں۔ واضح ہے؟ کیا حل ہے؟

اب دیکھیں: مومن مرد ہیں ہجرت کر کے آئے ہیں مکہ سے مدینہ کی طرف اُن کی بیویاں واپس رہ گئی ہیں، یا تو کفر پر واپس رہ گئی ہیں یا ساتھ آئی ہیں مدینہ سے مرتد ہو کر چلی گئی ہیں (مکہ کی طرف واپس چلی گئی ہیں) اور کافروں کے ساتھ جا کر ملی ہیں۔

اور وہ عورتیں جو مومن عورتیں ہیں اور مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کر کے آئی ہیں جن کے خاوند کافر ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے؟

اے ایمان والو! جب یہ مومن عورتیں تمہارے پاس آئیں جن کے خاوند کافر تھے تمہارے پاس پہنچ گئیں مدینہ آپ اُن کو آزما کر دیکھیں واقعی مومن ہیں کہ جھوٹ بول رہی ہیں، سچی ہیں کہ نہیں؟ اور ظاہراً جو علامات آپ کو نظر آئیں ایمان کی انہیں قبول کر لیں اور حقیقت تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ دل کی حالت کیا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ سپرد ہے، ظاہراً مومنہ ہیں تو ان کو قبول کر لیں اور ان کے ایمان کی بنیاد پر ان سے نکاح کر سکتے ہیں کیونکہ مومن عورتوں کا نکاح کافر مردوں سے جائز نہیں ہے (نکاح ختم ہو گیا جب عورت مومن ہو جائے اور خاوند کفر پر باقی رہے تو نکاح ختم ہو جاتا ہے)۔

تو ایسی صورت میں اے مومن مردو! تم اُن سے شادی کر سکتے ہو اور نکاح کر سکتے ہو بشرطیکہ جو مہر ان کے مشرک خاوندوں نے ان کو دیا ہے وہ واپس کر دو (انصاف دیکھیں سبحان اللہ!)، اور وہ عورتیں جو تمہیں چھوڑ کر گئی ہیں مرتد ہو کر کافروں کے ساتھ جا کر ملی ہیں اور جو مہر تم لوگوں نے اُن کو دیا ہے تو ان کافر مردوں سے واپس مانگ لو۔

اگر مشرکین مہر واپس نہ دیں ہو سکتا ہے کہ نہیں؟ اس کا حل دیکھیں اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝11﴾
[الممتحنة: 11]

اے ایمان والو! اگر تمہاری بعض بیویاں مرتد ہو کر کافروں کی طرف چلی گئیں اور تمہیں کافر جو ہیں وہ مہر تمہیں واپس نہ کریں جو تم اپنی بیویوں کو دے چکے تھے پھر تم لوگوں کا ان کافروں کے ساتھ سامنا ہوا اور جنگ ہوئی اور تم اُن پر غالب آگئے تو بس جن کی بیویاں (یعنی جن مسلمان مردوں کی بیویاں) واپس چلی گئیں اور مشرکین نے اُن کا مہر واپس نہیں کیا تو مال غنیمت سے ان مومنوں کو جو ہے مہر واپس کریں، اور اللہ تعالیٰ سے ڈریں اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو (یعنی یہ اِن کا حق ہے یعنی مال غنیمت تو الگ ملے گا)۔

مال غنیمت جو ہے کس کو ملتا ہے؟ جو جنگ میں شریک ہوتا ہے۔ جنگ میں شریک ہے تو مال غنیمت ملے گا اور اگر اسے مہر جو نہیں دیا وہ بھی اسی میں سے ان کو الگ سے دیں گے، اور اگر شریک نہیں ہوئے تو مال غنیمت میں سے ان کو ان کے مہر کا حق ملے گا کیونکہ مشرکین نے ناحق اُن سے یہ حق چھینا ہے (یعنی حق ہے مومن مردوں کا کہ ان کے مہر واپس کریں)، بیوی وہاں پہنچ گئی جو مہر دیا تھا وہ بھی واپس نہیں کر رہے تو حق کیسے لیا جائے گا؟ اس طریقے سے جب مال غنیمت ملے تو اس میں اس حق کو الگ کر لیں۔

اور پھر پیغام بڑا پیارا ہے: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ﴾: اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو (یہ حق جو ہے یہ اُن کو دینا ہے، سبحان اللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَاۗءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓي اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَـيْــــًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝12﴾ [الممتحنة: 12]

اے پیارے نبی! جب مومن عورتیں آپ کے پاس آئیں بیعت لینے کے لیے اور اس بات پر بیعت لیں کہ وہ اللہ کے ساتھ عبادت میں کبھی کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، نہ چوری کریں گی، نہ زنا کریں گی، نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی ولادت کے بعد یا ولادت سے پہلے، اور نہ ہی اپنے خاوندوں کی طرف ناجائز اولاد کو منسوب کریں گی، اور نہ ہی آپ کی بھلائی میں کوئی مخالفت کریں گی جس کا آپ اُن کو حکم دیتے ہیں، تو اُن سے بیعت لے لیں اور وعدہ کر لیں اُن سے اس بنیاد پر اور اللہ تعالیٰ سے اُن کے لیے مغفرت طلب کریں بے شک اللہ تعالیٰ خوب بخشنے والا ہے اپنے گناہ گار بندوں کی توبہ کو اور اُن پر رحم کرنے والا ہے۔

یہ عورتوں کی بیعت کا مسئلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے مردوں سے بیعت لیتے تھے ویسے عورتوں سے بیعت بھی لیتے تھے، لیکن جب مرد بیعت کرتے ہیں تو ہاتھ ملا کر بیعت کرتے ہیں، عورتوں کے لیے بغیر ہاتھ ملائے بیعت ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی غیر محرم عورت کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اور اس آیت میں چند چیزوں کو بیان کیا گیا ہے کیونکہ جب ہجرت ہوئی ہے تو کچھ ایسی عورتیں بھی تھیں کافر تھیں اسلام قبول کیا ہے تو بیعت تو کرنی ہے بیعت کس بنیاد پر ہوگی کیسے ہوگی، ان چیزوں کو یہاں پر ذکر کیا گیا ہے اسے بیعت النساء بھی کہتے ہیں۔

سب سے پہلے دیکھیں کہ شرک نہیں کریں گی۔ بعض لوگ کہتے ہیں "کہ کلمہ گو مشرک نہیں ہو سکتا": نہیں ہو سکتا تو کلمہ تو پڑھ لیا ہے تو پھر سب سے پہلے شرک کی نفی کیوں ہو رہی ہے؟ اس لیے کہ کلمہ گو مشرک بھی ہو سکتا ہے۔

تو یقیناً سب سے پہلی بات جس پر بیعت کی جاتی ہے: (۱) کہ شرک سے برأت اور دوری ہے کہ کبھی شرک نہیں کریں گی۔ (۲) چوری نہیں کریں گی۔ (۳) زناکاری نہیں کریں گی۔ (۴) اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، نہ تو حمل گرائیں گی ولادت سے پہلے نہ ولادت کے بعد قتل کریں گی۔ (۵) اور نہ ہی ناجائز اولاد کو اپنے خاوند کے ساتھ منسوب کریں گی کوئی بہتان نہیں لگائیں گی۔

اگر ایسا معاملہ ہے تو بیعت قبول کریں اور اُن کے لیے دعائے مغفرت کریں بے شک اللہ تعالیٰ خوب بخشنے والا ہے اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اور سورۃ کا اختتام دیکھیں میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ جیسے موتیوں کا ہار ہوتا ہے نا، پوری سورۃ میں اب آزمائش کا پیغام ہے نا بنیاد پیغام اس سورۃ کا اور دوستی اور دشمنی کے تعلق سے بات ہوئی ہے اب اختتام دیکھیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَىِٕسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَىِٕسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝۱۳﴾[الممتحنة: 13]

اے ایمان والو! وہ جنھوں نے اللہ تعالی پر اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور تصدیق کی اور یعنی شریعت پر عمل پیرا بھی ہوئے اُن لوگوں کو دوست مت بناؤ جن پر اللہ تعالی کا غضب ہے، جنہوں نے کفر کیا اُن لوگوں کو دوست مت بناؤ، وہ اللہ تعالی کے ثواب سے آخرت میں ایسے مایوس ہوچکے ہیں جیسا کہ کافر قبر والوں سے مایوس ہوچکے ہیں کہ آخرت میں اللہ تعالی کی رحمت ممکن نہیں ہے اُن کے لیے جب انہوں نے معاملے کی حقیقت کو دیکھ لیا ہے (یعنی قیامت کے دن) اُن کو علم یقین ہوگیا ہے کہ اللہ تعالی کی رحمت میں سے اُن کے لیے کوئی حصہ بھی نہیں ہے، یا اس طریقے سے جیسا کہ کافر مایوس ہوچکا ہے کہ قبر میں مردے جو ہیں وہ کبھی دوبارہ زندہ نہیں ہوں گے، کیونکہ کافروں کے عقیدے میں سے ایک یہ عقیدہ بھی ہے کہ وہ بعث کا انکار کرتے ہیں کہ مردے دوبارہ زندہ نہیں ہوں گے (اور اس آیت کا اختتام اسی چیز پر ہوا ہے)۔

دوستی اور دشمنی کی ہم بات کر رہے تھے یہ بنیادی پیغام ہے کہ ایمان والوں کو منع کردیا کہ ایسے لوگوں سے کبھی بھی دوستی مت رکھو جن پر اللہ تعالی کا غضب ہے اور یہ لوگ آخرت سے ایسے مایوس ہوچکے ہیں جیسا کہ کفار اصحاب القبور سے مایوس ہوچکے ہیں۔

تو کفر کی بنیاد پر کبھی بھی کسی کافر سے دوستی نہیں ہوسکتی، جب تک وہ کافر اپنے کفر پر قائم ہے تو اس سے دوستی نہیں رکھی جاسکتی (اور تفصیل پہلے گزر چکی ہے)، اگر دوستی اس حد تک ہے کہ عدل و انصاف پر ہے خیر خواہی اور میوچل ریسپیکٹ (Mutual respect) جو ہے تو تب تو ٹھیک ہے بشرطیکہ دینی دشمن نہ ہو، اور یہ دوستی جو ہے دلی دوستی جو مسلمانوں کے خلاف نہ ہو جیسے پہلے گزر چکا ہے۔

سوال: بزنس تو کر سکتے ہیں؟

جواب: اس میں آتا ہے نا انصاف میں آتا ہے خیر خواہی میں آتا ہے، بزنس کر سکتے ہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

لیکن ایک بات رہ گئی ہے اسی میں شامل کردیں کہ کافر کی دو قسمیں ہیں: (۱) ایک وہ جو حربی کافر ہے جو جنگ پر اُترا ہوا ہے اس کے تعلق سے یہ بیان کریں کہ جو دین میں تمہارے خلاف جنگ کرتے ہیں اس سے دوستی تم نہیں رکھ سکتے۔ (۲) دوسری قسم کا کافر وہ ہے جو مسالمین جسے کہتے ہیں جو امن پر قائم ہیں ان کی مختلف قسمیں ہیں: ذمی بھی ہیں، مسالم بھی ہیں، معاہد بھی ہیں (تین قسم کے ہیں)، ان سے دوستی رکھی جاسکتی ہے عدل و انصاف کی بنیاد پر، میوچل ریسپیکٹ (Mutual respect) ہے، خیر خواہی سے تعلق آپ رکھ سکتے ہیں، بزنس اس میں شامل ہوجاتا ہے، اور جو ویزہ جیسے موجود ہیں سفارت خانے یہ اسی بنیاد پر ہیں۔

کیونکہ ذمی تو تب ہوتا ہے جب کوئی مسلمان ملک کافروں پر قابض ہوجاتا ہے اور وہ کافر اس ملک میں رہتے ہیں اسلام قبول نہیں کرتے تو انہیں اہل الذمہ کہتے ہیں جو آج کے زمانے میں موجود نہیں ہیں، لیکن باقی جو دو ہیں معاہد اور مستامن جو ہیں یہ موجود ہیں۔

کسی عہد و پیمان پر کوئی کافر کسی مسلمان ملک میں آتا ہے تو اس کے ساتھ ہم کیسا برتاؤ رکھیں دشمنی رکھیں؟ نہیں۔ آپ دوستی کس بنیاد پر رکھ سکتے ہیں؟ دینی نہیں، دنیا کے اعتبار سے وہ آپ کی ریسپیکٹ (respect) کرتے ہیں آپ بھی ریسپیکٹ (respect) کروان کی، وہ آپ سے سچ بولتے ہیں، آپ بھی سچ تو ہر حال میں بولنا ہے لیکن آپ کی وہ خیر خواہی کرتے ہیں یہاں پر کوئی محنت کرتے ہیں آپ کی خدمت کرتے ہیں آپ اس اعتبار سے اُن کے ساتھ خیر خواہی سے کام لیں اور عدل و انصاف کی بنیاد پر اُن کے ساتھ تعلق قائم رکھا جاسکتا ہے۔ لیکن جو حربی ہیں جو جنگ پر اُترے ہوئے ہیں اُن کے ساتھ دوستی رکھنا جائز نہیں ہے۔

061:سورۃالصَّفّ

اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾[الصف: 1]

پاکیزگی بیان کی ہے ہر اُس چیز سے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہے ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اور وہ عزت والا غالب ہے اور بڑی حکمت والا ہے اپنے اقوال اور افعال میں۔

اس سورۃ کا آغاز بھی تسبیح سے ہوا جیسا کہ اس جزء﴿قَدْ سَمِعَ﴾ کی اکثر سورتوں کی ابتداء تسبیح سے ہوئی ہے، جب مسلمان یہ الفاظ پڑھتا ہے کہ تمام کائنات جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی عظمت اللہ تعالیٰ کی بلند شان کا ثبوت ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب ہر نقص سے پاک ہے، جو چیز بھی اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں جو شان کے منافی ہے اللہ تعالیٰ ہر اُس عیب ہر اُس نقص سے پاک ہے کیونکہ وہ "عزیز" عزت والا ہے غالب ہے اُسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی، اور وہ بڑی حکمت والا ہے اپنے اقوال اور افعال میں تمام چیزوں کو اپنی صحیح جگہ پر رکھنے والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾[الصف: 2]

اے ایمان والو! جنہوں نے تصدیق کی اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر پابند رہے، تم کیوں ایسے وعدے کرتے ہو اور ایسے قول کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو؟! اور اس میں نکیر کی گئی ہے ہر اُس شخص کی جس کا فعل اُس کے قول کی ضد ہو (یا منافی ہو)۔ یعنی اے اہل ایمان! تمہارے ایمان کا تو یہ تقاضہ ہونا چاہیے کہ جو تم کہتے ہو تمہیں وہ کرنا چاہیے چاہے وعدہ ہو چاہے کوئی بات ہو جو آپ نے کی ہے، تو اس وعدے کی پاسداری کرنی چاہیے یہ تو تمہارے ایمان کی علامت ہے، اگر تم واقعی سچے مومن ہو تو تمہیں اس کا خیال رکھنا چاہیے۔ کیا وجہ ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

﴿كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾[الصف: 3]

اللہ تعالیٰ کو بہت ہی ناپسند ہے کہ تم ایسی باتیں اپنی زبانوں سے کہو جو تم کرتے نہیں ہو: ﴿كَبُرَ مَقْتًا﴾: بہت بڑا مقت اور شدید ناپسند ہے اللہ تعالیٰ کو۔

پھر اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝﴾[الصف: 4]

بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اُن لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتے ہیں (یعنی اپنے دشمنوں سے) صف باندھ کر جیسا کہ ایک ہموار محکم عمارت ہو جسے کوئی دشمن پار نہ کر سکے، اور اس آیت میں جہاد کی اور مجاہدین کی فضیلت بیان کی گئی ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں میں سے اُن لوگوں کو بہت پسند کرتا ہے جو صفیں باندھ کر اپنے دشمنوں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد اور قتال کرتے رہتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے اور اُن لوگوں کے تعلق سے پیغام ہے جن لوگوں نے اپنے قول اور فعل میں تضاد دکھایا ہے اور اپنے رسولوں کی نافرمانی کی ہے، اُن میں سے پہلی مثال جو ہے وہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

﴿وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝﴾[الصف: 5]

اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنی قوم کو یہ خبر دیں اور اس کا ذکر کریں کہ جب اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا کہ تم مجھے کیوں اذیت دیتے ہو اپنے قول و فعل سے جبکہ تم یقیناً جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تمہاری طرف بھیجا ہوا؟ پس جب وہ حق کے راستے سے دور ہوئے اور اُس پر اصرار کرتے رہے (اُس دوری پر) حق کو چھوڑ کر تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو ہدایت کو قبول کرنے سے پھیر دیا، اور یہ اُن کی سزا تھی اُس زیغ کی اور راہِ راست کو چھوڑنے کی جو اُن لوگوں نے اپنے لیے اختیار کیا تھا، اور قاعدہ یہ ہے یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (یا اُس قوم کو ہدایت نہیں دیتا) جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور منہجِ حق سے خارج ہو جاتے ہیں۔

﴿الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾: جب تک فسق پر قائم ہیں نافرمانی پر قائم ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو ہدایت نہیں دیتا۔ یعنی جب تک آپ فسق کے راستے کو نہیں چھوڑتے اور توبہ نہیں کرتے حق کی طرف نہیں پلٹتے، اور جو دل میں خرابی ہے اُس کو درست نہیں کرتے آپ حق کو پا نہیں سکتے اور اللہ تعالیٰ کبھی ہدایت بھی نہیں دے گا، اور یہی مسئلہ تھا یہودیوں کا۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام یعنی پوری قوم کو ایک واضح پیغام ہے کہ قوم نے اذیت دی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو (اولوالعزم رسل میں سے ہیں علیہ الصلاۃ والسلام)، اور زبان سے بھی اور فعل سے بھی (قول اور فعل) اور ہر اعتبار سے ہر طریقے سے اذیت پہنچائی ہے۔ "جبکہ یقیناً تم لوگ جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں تمہاری طرف": یہ نہیں کہ اُن کو علم نہیں تھا اس کے باوجود بھی اذیت پہنچائی ہے۔ وجہ کیا تھی؟ دل میں خرابی ہے اصل میں۔

جب راہِ راست کو آپ چھوڑ دیتے ہیں اور دل میں ایک بدعقیدگی بٹھا دیتے ہیں اور حق کو قبول نہیں کرتے، اس دل کی خرابی کی وجہ سے نہ تو آپ کی زبان پر کوئی صحیح قول کبھی ہو گا اور نہ ہی آپ کبھی کوئی صحیح فعل کوئی صحیح عمل کر سکیں گے۔ اب یہ کہاں تک آپ دور جا سکتے ہیں کبھی سوچا ہے؟! کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو بُرا بھلا کہیں گے اذیت پہنچائیں گے! وجہ کیا ہے؟ فسق، نافرمانی۔ تو نافرمانی ہے، دل میں خرابی ہے، زبان کے قول اور فعل میں خرابی ہوئی ہے، اذیت پہنچی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو۔ اور یہ عبرت ہے ہمارے لیے! ہمیں یہ پیغام کیوں ہے؟ کیونکہ ایسے لوگ گزر چکے ہیں جن لوگوں نے ایسا عمل کیا ہے۔ تو اے مسلمانو! اے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتیو! تم نے اس راستے سے بچنا ہے تم لوگوں نے اس راستے سے دوری اختیار کرنی ہے تاکہ تمہارے ساتھ بھی وہی نہ ہو، یا وہ انجام نہ ہو جو اُن کا انجام ہوا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝﴾[الصف: 6]

اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنی قوم سے یہ کہہ دیں (یہ پیغام پہنچا دیں) جب سیدنا عیسیٰ ابن مریم (علیہم الصلاۃ والسلام) نے بنی اسرائیل سے یہ کہا کہ بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تمہاری طرف بھیجا ہوا، میں تصدیق کرتا ہوں تورات کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی (یا جو مجھ سے پہلے موجود ہے)۔

(یعنی کوئی نئی بات نہیں لے کر آیا میں، کیونکہ یہودیوں نے انکار کیا نا یہودیوں نے نہیں مانا سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ کا نبی (نعوذ باللہ) انکار کیا)۔

تو پہلی بات یہ ہے: (۱) کہ میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں تم لوگوں کی طرف یہ تم جانتے ہو (بنی اسرائیل کی طرف اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے) اور میں تصدیق کرتا ہوں تورات کی جو مجھ سے پہلے موجود ہے۔ (۲) دوسری بات: اور میں گواہی دیتا ہوں ایک رسول کی سچائی کی جو میرے بعد میں آئے گا جس کا نام (یا جن کا نام) "احمد" ہو گا اور ان سے مراد اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور میں دعوت دیتا ہوں کہ اُن پر ایمان لانا ہے اور تصدیق کرنی ہے جو

پیغام وہ لے کر آئے ہیں۔ پس جب اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیات بینات اور واضحات لے کر آئے ہیں: ﴿قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾: اُن لوگوں نے (بنی اسرائیل نے) یہ کہا کہ (نعوذ باللہ) یہ تو کھلا جادو ہے۔

اللہ تعالی کے پیارے نبی اولوالعزم رسل میں سے عیسیٰ ابن مریم علیہم الصلاۃ والسلام بنی اسرائیل کو واضح کھلا پیغام دیتے ہیں:

سب سے پہلی بات کہ آپ لوگ یہ خوب جانتے ہو کہ میں اللہ تعالی کا رسول ہوں تمہاری طرف بھیجا ہوا اور رسول پیغام لے کر آتا ہے نا تو پیغام کیا لے کر آئے ہوں؟

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ میں نئی بات نہیں لے کر آیا، میں یہ نہیں کہتا کہ تورات اللہ تعالی کا کلام نہیں ہے، بلکہ تورات اللہ تعالی کا کلام ہے اس کی میں تصدیق کرتا ہوں (یہ یہودیوں کے لیے پیغام تھا کہ وہ راہِ راست پر آجائیں اور بات مان لیں کہ کوئی نئی بات نہیں ہے)۔

(۲) دوسرا پیغام اُس زمانے کا دیکھیں (سبحان اللہ): کہ ایک رسول آئے گا میرے بعد جن کا نام احمد ہو گا جو وہ پیغام لے کر آئیں اُس پیغام کو تسلیم کرنا ہے من وعن سے تسلیم کرنا ہے اُس پر ایمان رکھنا ہے۔

واضح پیغام تھا اللہ تعالی نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی کو مبعوث فرمایا یہودیوں نے انکار کیا، اچھا نصاریٰ نے انکار کیا؟! نصاریٰ نے انکار کیا کیونکہ یہ پیغام نصاریٰ کے لیے تھا، سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ پیغام جو ہے بنی اسرائیل دونوں کے لیے تھا۔

یہودی تو ویسے نہیں مانتے چلو اچھا نصاریٰ نے مانا ہے؟ بلکہ انہوں نے کہا کہ یہ کھلا جادو ہے (نعوذ باللہ)! اگر واقعی سچے مومن ہوتے اپنے نبی پر سچا ایمان رکھتے تو ہر پیغام کو ماننا چاہیے کہ نہیں؟ تو بعض کو مان لیا اور بعض کو نہ مانا۔ اس لیے جو موجودہ کرسچینیٹی (Christianity) ہے علماء کیا کہتے ہیں؟ نصرانیت جو موجودہ ہے یہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا پیغام ہے ہی نہیں اس میں! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! یہ سینٹ پال (Saint Paul) کا جو انہوں نے پوری تبدیلی کی دین میں لے کر آئے ہیں اُسی پر عمل کرنے والے ہیں اور اُن میں سے جو ایمان رکھتے تھے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر اُس زمانے میں بھی اور آج تک جو ایمان رکھتے ہیں اور دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے ہیں وہ سچے مومن ہیں جنہوں نے ہر پیغام کی تصدیق کی ہے، وہ نہیں جو پسند ہے وہ لے لیا جو ناپسند ہے وہ چھوڑ دیا! (سبحان اللہ)۔ پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے ان لوگوں کے تعلق سے جن کو دعوت دی جاتی ہے اسلام کی اور وہ منہ موڑ لیتے ہیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾[الصف: 7]

یعنی اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا (یا اُس سے بڑھ کر کون ظلم اور زیادتی کرنے والا ہو گا) جو اللہ تعالی پر جھوٹ باندھتا ہے اور اللہ تعالی کی عبادت میں شریک ٹھہراتا ہے جبکہ اُسے دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائے اور عبادت صرف اللہ تعالی کے لیے اخلاص کی بنیاد پر کرتا رہے، اور اللہ تعالیٰ اُن ظالموں کو جنہوں نے اپنے نفس پر کفر اور شرک سے ظلم کیا ہے کبھی بھی توفیق نہیں دیتا کہ وہ فلاح کو پالیں جب تک کہ وہ اپنے ظلم پر قائم ہیں۔

دیکھیں یہ بھی قاعدہ ہے: ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾۔

پیچھے کیا گزرا ہے؟ ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾(الصف:5): یہ قاعدہ ہے۔

جب تک فاسق اپنے فسق پر قائم ہے ہدایت سے دور ہے، جب تک ظالم اپنے ظلم پر قائم ہے ہدایت سے دور ہے، یہ سزا کافی ہے اس کے لیے۔ بعض لوگ کہتے ہیں، نہیں! یہ فلاں بندے کو ہدایت نہیں مل رہی کیوں نہیں مل رہی؟

اس لیے کہ اپنے ظلم پر قائم ہے اپنا محاسبہ کر کے دیکھو کہ خرابی کہاں پر ہے، توبہ کرو اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا۔ جب تک ظلم پر قائم ہو فسق پر قائم ہو، نافرمانی پر قائم ہو اور کہتے ہو مجھے ہدایت مل جائے، ناممکن ہے! آپ توبہ کرو واپس پلٹو، باطل کو چھوڑ و حق راستے کو اپناؤ، اور دیکھو اللہ تعالی کیسے ہدایت کا راستہ آسان کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے ان لوگوں کے تعلق سے جو ظلم کرتے ہیں اور حق سے دوری اختیار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝٨﴾[الصف: 8]

یہ ظالم جو ہیں یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اور حق کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں، اور حق جو ہے وہ ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے اور مبعوث فرمایا ہے(یعنی قرآن مجید اور جو پیغام ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یعنی دین اسلام جو ہے اور بنیاد جو ہے قرآن مجید ہے، اور جھوٹ باندھ باندھ کر اس حق کو جھٹلانے کی کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ کے اس نور کو بجھانے کی کوشش کی ناکام کوشش کی ہے) جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کو ظاہر کرے گا اور غالب کرے گا اگرچہ جھٹلانے والے جو ہیں وہ جھٹلاتے رہیں اور ناپسند کرتے رہیں۔ اور یہ پیغام دین کے تمام دشمنوں کے لیے ہے وہ کان کھول کر سن لیں کہ جس نے بھی قرآن مجید کے اس نور کو بجھانے کی کوشش کی ہے اور جھوٹ اور فریب سے کام لے کر حق کو دبانے کی کوشش کی ہے وہ ہمیشہ مغلوب رہے گا اور اللہ تعالیٰ کا دین ہمیشہ غالب رہے گا اگرچہ ناپسند کرنے والے جو ہیں جھٹلانے والے جو ہیں وہ ناپسند کرتے رہیں۔ وجہ کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝٩﴾[الصف: 9]

اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے قرآن مجید سے اور دین اسلام سے تاکہ تمام دینوں پر ظاہر ہو جائے اور غالب ہو جائے، جو اس دین حق کی مخالفت کرتے ہیں اگرچہ مشرک جو ہیں وہ ناپسند کرتے رہیں۔

مشرک ہمیشہ توحید کو ناپسند کرتے ہیں اور توحید اسلام کا بنیادی پیغام ہے "لاالٰہ الا اللہ"، اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت یعنی قرآن مجید اور دین حق جس کی اساس توحید ہے یہی پیغام دے کر اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے تاکہ تمام ادیان پر غالب ہو جائے، اور غالب رہے گا تاقیامت اگرچہ مشرک جو ہیں وہ ناپسند کرتے رہیں۔

پھر اس سورت کا اختتام ان آیات سے ہوا ہے (ان عظیم آیات سے)، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝١٠﴾[الصف: 10]

اے ایمان والو! جنہوں نے تصدیق کی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور شریعت پر عمل پیرا ہوئے کیا میں تمہاری رہنمائی اس تجارت کی طرف نہ کروں "عظیم تجارت" جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے گی؟ یہ خاص قسم کی تجارت ہے سب سے عظیم تجارت، یہ وہ تجارت ہے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والی ہے۔ نہیں! تجارت میں تو نفع یا نقصان ہوتا ہے نا یہی ہوتا ہے نا! یہ سب سے عظیم تجارت ہے جس میں ایسا نفع ہے کبھی آپ سوچ بھی نہیں سکتے! اور سب سے بڑے خسارے سے بچنے کا باعث ہے، اگر آپ اس تجارت کو اپنا لیتے ہو تو عذاب الیم سے بچ جاؤ گے، دردناک عذاب سے بچ جاؤ گے۔

یہ تجارت کیا ہے؟ بہت ہی آسان ہے لیکن اُن کے لیے جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آسانی فرمائی ہے ایک ہی آیت ہے، دیکھیں ہم سب خواہشمند ہیں ناکہ عذاب الیم سے بچ جائیں اب دیکھیں کرنا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝١١﴾[الصف: 11]

﴿تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾: (۱) یہ پہلی بات ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اس قائم رہو (مداومت ہونی چاہیے صرف دعویٰ نہیں زبان کا (مداومت ہونی چاہیے))۔

(۲)اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو اپنے مال سے اور اپنی جان سے۔
مال پہلے ہے کیونکہ مال آسان ہے دینا، اور جان کئی لوگوں کے لیے مشکل ہو جاتی ہے، اور بغیر مال کے جہاد ممکن بھی نہیں ہے کیونکہ جہاد کے لیے تیاری کا ہونا لازمی ہے، استطاعت میں اسلحے کا ہونا بھی لازمی ہے اُس کے لیے مال کا ہونا لازمی ہے۔
تو مال اور جان سے، اگر تم ایسا کرو گے تو دنیا کی تجارت سے یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے: ﴿ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾: یعنی دنیا کی تجارت سے تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اور ہر اعتبار سے اس میں بہتری ہے۔
﴿اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾: اگر تم جانتے ہو کہ چیزوں کا نفع اور نقصان کس چیز سے جڑا ہوا ہے اگر تمہیں اس کا علم ہو جائے تو بس اس پر تم عمل کرنے والے بن جاؤ۔
اگر آپ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو مان لیتے ہو تو یقیناً ایسی تجارت ہے جو سب سے عظیم ہے جو تمہیں عذاب الیم سے بچائے گی۔ یعنی اگر کوئی سوال کرے: "چلو اگر ہم یہ تجارت کریں گے کہ نفس بھی قربان کر دیا یا مال بھی قربان کر دیا اور جان بھی چلی گئی تو ہمیں کیا ملے گا؟ عذاب الیم سے چھٹکارا صرف یا کچھ اور بھی ہے؟": آگے دیکھیں، اگرچہ وہ کافی ہے، پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۲﴾[الصف: 12]

اے مومنو! اگر تم اس پر عمل کرنے والے بن جاؤ جس کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے تلے نہریں جاری ہیں، اور پاک گھر عطا فرمائے گا جو ہمیشہ کے باغات میں ہیں یعنی جن کا نعیم اور خیر کبھی رکنے والا نہیں ہے، یہی ایسی عظیم کامیابی ہے جس کے بعد کوئی کامیابی باقی نہیں رہتی فوز عظیم ہے۔
اگر کوئی یہ کہے کہ چلو آخرت میں ہے ہمیں دنیا میں کیا ملے گا؟ اگر یہ کوئی سوال کرے تو جواب دیکھیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳﴾[الصف: 13]

اور دوسری نعمت اے مومنو! تمہارے لیے جو تم پسند کرتے ہو تمہیں کامیابی اور فتح ملے گی اللہ تعالیٰ کی طرف سے، اور اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مومنوں کو یہ خوشخبری دو کہ دنیا میں اُن کو فتح ملے گی اور آخرت میں جنت اُن کو ملے گی (مومنوں کو ہمیشہ بشارت ہوتی ہے) فوز عظیم ہے، عذاب الیم سے بچنا ہے، مومنوں کے لیے بشارت ہے کہ دنیا میں کامیابی ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی جنت ہے۔
اس سے بڑھ کر کوئی نفع والی تجارت آپ نے کبھی دیکھی ہے؟! (سبحان اللہ)۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝۱۴﴾[الصف: 14]

اے مومنو! جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی ہے اور شریعت پر عمل پیرا ہوئے، تم اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار بنو نصرت کرنے والے بنو جیسا کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے خاص ساتھیوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کی ہے، جب عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اُن سے یہ کہا: کہ تم میں سے کون میری مدد کرے گا اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت میں اور ہر اُس چیز میں جو اللہ تعالیٰ کے ہمیں قریب کر دے؟ تو حواریین جو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے بہت خالص اور قریبی ساتھی تھے دوست تھے انہوں نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کرنے والے ہیں۔ تو بنی اسرائیل کا ایک گروہ جو ہے ہدایت یافتہ ہو گیا اور راہ راست پر آ گیا اور دوسرا گروہ جو ہے وہ اپنی گمراہی پر قائم رہے (نعوذ باللہ)، پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی مدد، اعانت اور تائید کی ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور اُن کی نصرت کی ہے، اور اپنے دشمنوں پر اُن کو کامیابی عطا کی ہے (اُن

نصاریٰ کو) جو مومن تھے اور وہ غالب آ گئے اور ظاہر ہو گئے اُن لوگوں پر جو اپنے باطل پر اور گمراہی پر قائم رہے اور یہ تب ہوا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے۔

یعنی جو لوگ خصوصی طور پر نصاریٰ میں سے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پھر انہوں نے جہاد کیا، آپ نے دیکھا کہ جو دو بڑی ایمپائر (Empire) اور سلطنتیں تھیں اُس وقت قیصر اور کسریٰ کی کچھ عرصے کے بعد ان سب کا خاتمہ ہوا اور غلبہ دین حق کا ہوا، تو جو نصاریٰ ایمان لے کر آئے تھے اب وہ مومن ہو گئے مسلمان ہو گئے اب نصاریٰ باقی نہیں رہے، لیکن جب انہوں نے جنگ کی قتال کیا اُن نصاریٰ کے خلاف جو کفر پر باقی رہے اور غالب آ گئے تو پھر غلبہ اور نصرت اور کامیابی اللہ تعالیٰ نے اُن کو عطا فرمائی اور وہ ظاہر اور غالب ہوئے اپنے اُن کافروں پر جو نافرمانی اور کفر پر قائم رہے، اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ کامیابی عطا فرماتا ہے۔

062:سورۃ الجمعۃ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۱﴾[الجمعة: 1]

اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اللہ تعالیٰ واحد ہے تمام چیزوں کا بادشاہ ہے جو بغیر کسی منازع کے تدبیر کرتا ہے تصرف کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر نقص اور عیب سے پاک ہے قدوس ہے، اور عزیز اور غالب ہے (عزت والا غالب ہے) کوئی اسے عاجز نہیں کر سکتا، وہ بڑی حکمت والا ہے اپنی تدبیر میں اور خلق میں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲﴾
[الجمعة: 2]

اللہ تعالیٰ نے ہی اَن پڑھ عرب میں (یا عربیوں میں) اُن ہی میں سے رسول بھیجا جن کے پاس نہ کوئی کتاب تھی اور نہ ہی کوئی اُثر یا پیغام تھا پہلے، اُن ہی میں سے رسول بھیجا تمام لوگوں کے لیے جو اُن پر قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے، اُن کو باطل اور فاسد عقائد سے اور بُرے اخلاق سے پاک کرتا ہے (برائیوں سے پاک کرتا ہے یعنی) اور اُن کو تعلیم دیتا ہے قرآن اور سنت کی، جبکہ اس سے پہلے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے وہ حق سے دور تھے اور منحرف تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۳﴾[الجمعة: 3]

اور اللہ تعالیٰ نے دوسرے لوگوں کے لیے بھی یا ایسی قوم جو ابھی تک نہیں آئی جو اُن کے بعد میں آئے گی اُن کے لیے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے جو اِن لوگوں کے بعد میں آئیں گے، اور اللہ تعالیٰ واحد ہے عزت والا غالب ہے تمام چیزوں پر، اور اپنے اقوال اور افعال میں خوب حکمت والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۴﴾[الجمعة: 4]

یہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرب اُمت میں مبعوث فرمایا ہے اور ان کے علاوہ دوسروں کے لیے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنے بندوں میں سے اس احسان سے نواز دے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵﴾[الجمعة: 5]

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی تشبیہ دی ہے جن یہودیوں پر اللہ تعالیٰ نے تورات نازل کی ہے اور اُن کو حکم دیا ہے یعنی اس پر عمل کرنے کا اور انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے اِن یہودیوں کی مثال دی ہے گدھوں کی مثال، وہ گدھا جو کتابیں تو اُٹھاتا ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ اُن کتابوں میں کیا ہے، بہت ہی بُری

مثال ہے قبیح مثال ہے یہ اُن لوگوں کی جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا ہے اور ان سے فائدہ حاصل نہیں کیا، اور اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو کبھی بھی ہدایت کی توفیق نہیں دیتا، وہ ظالم جو اللہ تعالیٰ کی حدوں سے تجاوز کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبر داری سے خارج ہو جاتے ہیں۔

یہ قاعدہ پہلے بیان کر چکا ہوں ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾: جب تک ظلم ہے تو ہدایت سے دوری ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو توفیق نہیں دیتا، جب ظلم سے توبہ ہو گی تو اللہ تعالیٰ توفیق بھی دیتا ہے ہدایت کی طرف۔

اور یہودیوں کا یہی راستہ رہا ہے (نعوذ باللہ) اور یہ بہت ہی سخت مثال ہے!

اور حقیقتاً یہودی ایسا کرتے ہیں، کتابیں تو بہت ہیں لیکن اُن کتابوں سے اُن کو فائدہ نہیں ہوا، تورات اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب ہے اُس سے فائدہ حاصل نہیں کیا، عمل کرنے کا حکم تھا جیسا عمل کرنا تھا ویسا عمل نہیں کیا تحریف کر ڈالی، اور اپنی من مانی کرتے رہے (نعوذ باللہ)، اس لیے سخت مثال اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے بیان فرمائی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۶﴾[الجمعة: 6]

ان یہودیوں کے تعلق سے پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کہہ دیں ان یہودیوں کو جو اس تحریف شدہ ملت کو تھامے ہوئے ہیں، اگر تم یہ دعویٰ کرتے ہو یہ جھوٹا دعویٰ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے پیارے ہو دوسروں کے علاوہ (یعنی دوسرے لوگوں کے علاوہ تم اللہ کے پیارے ہو اللہ تعالیٰ تمہیں پسند کرتا ہے، اگر تم یہ جھوٹا دعویٰ کرتے ہو) "فتمنّوا الموت": بس موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو اپنے اس دعوے میں۔

جانتے ہیں کیوں یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے؟ یعنی اگر تم یہ دعویٰ کرتے ہو اور حقیقتاً یہ جھوٹا دعویٰ ہے کہ تم اللہ کے پیارے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہیں پسند کرتا ہے تو پھر موت کی تمنا کرو، اگر مر جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں خیر، جنت اور انعام سے نوازے گا نا۔ سچ ہے کہ نہیں؟ لیکن سچ بات کیا ہے؟ وہ خود بھی جانتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں۔

پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۷﴾[الجمعة: 7]

یہ یہودی جو ہیں یہ کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کریں گے کیونکہ یہ ترجیح دیتے ہیں زندگی کو آخرت پر (دنیا کو آخرت پر)، اور اللہ تعالیٰ کی سزا سے بھی ڈرتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے اعمال جو آگے بھیجے ہیں وہ بہت بُرے ہیں۔

(وہ خود بھی جانتے ہیں کہ کوئی اچھا کام تو نہیں کیا اُن لوگوں نے یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ انہوں نے کیا کیا، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا کیا کیسے جھٹلایا ہے، تورات کے تعلق سے کیا کیا ہے کیسے تحریف کی ہے، اللہ تعالیٰ کے جو اولیاء ہیں اللہ تعالیٰ کے جو انبیاء ہیں اُن کے ساتھ ان کا کیا طریقہ رہا ہے، کس طریقے سے اِن لوگوں نے سختی سے کام لیا ہے، تو اُن کے اعمال تو اچھے نہیں ہیں وہ بھی جانتے ہیں، اور یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے پیارے ہیں۔

پیارے ہیں تو پھر موت کی تمنا کرو اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کے لیے تیار کر رکھا ہے آخرت میں وہ بھی تمہیں فوراً مل جائے گا لیکن وہ یقیناً جانتے ہیں کبھی بھی وہ موت کی تمنا نہیں کریں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جو آگے بھیج چکے ہیں اعمال میں سے اُن میں کوئی اُن کے لیے خیر نہیں ہے محض جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے پیارے ہیں، دعوے کے سوا اُن کے پاس کچھ نہیں ہے (سبحان اللہ)، دیکھیں اللہ تعالیٰ نے کس طریقے سے ان کے جھوٹے دعوے کو واضح کر دیا ہے) اور کھول کر رکھ دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ظالموں کو اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز اُن کے ظلم میں سے مخفی نہیں ہے۔

(اپنے نفس پر ظلم کرنا، دوسروں پر ظلم کرنا، ذرّہ برابر چیز بھی اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے، سچ تو یہ ہے کہ تم ہو ظالم اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو کبھی پسند نہیں کرتا ہے، اور تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم اللہ کے پیارے ہیں تو موت کی تمنا کرو بات واضح ہو جائے گی، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ یہودی موت سے سب سے زیادہ ڈرنے والے ہیں اور زندگی سے سب سے زیادہ چمٹنے والے ہیں (دنیا سے)، سبحان اللہ)۔

پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اب حقیقت موت کے تعلق سے:

﴿قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸﴾ [الجمعة: 8]

اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کو کہیں! کہ بے شک جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تو یقیناً تمہیں مل کر رہے گی (موت سے کوئی فرار نہیں ہو سکتا یہ حقیقت ہے) جب تمہارا وقت مقرر ہو گا تو موت تمہیں آ کر رہے گی پھر تم واپس لوٹائے جاؤ گے اُس کی طرف جو خوب جانتا ہے پوشیدہ کو غیب کو اور حاضر کو، پس تمہیں وہ خبر دے گا جو کچھ تم دنیا میں کرتے رہے، اور تمہارا احساب بھی لے گا، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ اُن کو خبر دے گا اُن کے اعمال کے تعلق سے جو پہلے آگے بھیج چکے ہیں جن سے وہ خود بھی خوف زدہ ہیں دنیا میں اس لیے موت کی تمنا نہیں کرتے، جب اللہ تعالیٰ خبر دے گا کہ یہ تمہارے اعمال ہیں جو تم کیا کرتے تھے اور اُن کا حساب بھی لے گا تب اُن کو پتہ چلے گا کہ حقیقت کیا ہے (سبحان اللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹﴾ [الجمعة: 9]

اے ایمان والو! وہ جنھوں نے تصدیق کی اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، اور اللہ تعالیٰ کی شریعت پر عمل پیرا ہوئے، جب مؤذن جمعہ کی نماز کے لیے آذان دے اور بلائے تو خطبے کو سننے کے لیے اور جمعے کی نماز کو ادا کرنے کے لیے جلدی کرو، اور چھوڑ دو خرید و فروخت کو، اور ہر چیز کو جو تمہیں جمعہ کے خطبے سے اور جمعہ نماز سے مشغول (مصروف) کر دے، یہ جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اسی میں تمہارے لیے خیر ہے کیونکہ اسی میں ہی تمہارے گناہوں کی مغفرت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُجر و ثواب ہے، اگر تم جانتے ہو کہ تمہاری مصلحت کس چیز میں ہے تو بس وہی عمل کرو جس کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے۔ اور اس آیت میں جمعہ کی نماز پڑھنے کی اور خطبے کو سننے کے وجوب کی دلیل ہے، یہ واجب ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰﴾ [الجمعة: 10]

پس جب تم خطبہ سن لو اور نماز بھی (یعنی جمعہ کی نماز) پڑھ لو تو زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے رزق کی تلاش کرو سعی کرو، اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو اپنے ہر حال میں تاکہ تم دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کر لو۔

(اللہ تعالیٰ کا ذکر نماز میں، مسجد میں مسجد کے باہر، خرید و فروخت کے وقت، ہر حال میں (سبحان اللہ)، اور ذکر کثیر یہ بہت انعام اور احسان ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے، اور سب سے آسان عبادت جس کا اُجر و ثواب بہت ہی زیادہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، وضو کی ضرورت نہیں کسی خاص وقت کی پابندی نہیں کسی خاص جگہ کی قید نہیں، جب چاہیں جس وقت چاہیں جس صورت میں جس حال میں چاہیں آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہیں (سبحان اللہ)، اس لیے جو فلاح چاہتا ہے تو کثرت سے ذکر کرے بشر طیکہ اُس کے پاس اساس ہو اور اساس ہے توحید اور سنت، اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو ان دونوں بڑی نعمتوں سے نوازا ہے، واللہ! موحد ہے متبع سنت ہے تو فلاح اُس کے بہت ہی قریب ہے، اساس اُس کے پاس ہے اور وہ ترقی کرنا چاہتا ہے نا اگر اس فلاح میں تو پھر ذکر کثیر سے کام لے اور دیکھیں کہ اُس کے لیے بھلائی کے راستے کیسے آسان ہوتے ہیں)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴾ [الجمعة: 11]

اور جب یہ لوگ یعنی بعض مسلمانوں میں سے دیکھتے ہیں تجارت میں سے کوئی چیز یا کھیل اور تماشے میں سے، یا دنیا کی زینت میں سے کوئی چیز تو اس کی طرف چلے جاتے ہیں اور آپ کو منبر پر قائم چھوڑ دیتے ہیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دیتے ہوئے، آپ ان سے کہیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو اللہ تعالی کے ہاں اُجر وثواب ہے وہ اس کھیل تماشے اور تجارت سے زیادہ فائدہ مند ہے، اور اللہ تعالی واحد ہی سب سے بہتر رزق عطا کرنے والا ہے پس اسی سے ہی رزق کو طلب کرو، اور اللہ تعالی کی فرمانبرداری سے ہی طاعت سے ہی اللہ تعالی کا رزق طلب کرو اور جو کچھ اللہ تعالی کے ہاں دنیا اور آخرت کی خیر اور بھلائی ہے وہ اللہ تعالی کی فرمانبرداری کی مدد سے ہی اللہ تعالی سے مانگتے رہو حاصل کرتے رہو کیونکہ وہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے ﴿وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾۔

063:سورۃالمنافقون

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴾[المنافقون: 1]

اس سورۃ میں منافقین کے تعلق سے چند بنیادی باتیں ہیں، ہم سب جانتے ہیں کہ نفاق کا معنی ہے کہ حقیقت کو چھپا کر اُس کے خلاف کسی اور چیز کو ظاہر کرنا، عام لفظوں میں۔

اور شریعت کے اعتبار سے منافق کہتے ہیں جس نے کفر کو چھپا کر اسلام کو ظاہر کیا ہو، اور اسے کہتے ہیں نفاق اکبر۔

اور نفاق اصغر، کفر کے علاوہ اگر کوئی اور چیز آپ باطن میں چھپاتے ہیں اُس کے خلاف آپ ظاہر کرتے ہیں تو یہ نفاق اصغر ہے، جیسا کہ آپ نے سچ کے نام پر جھوٹ بولا ہے "إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ": جب امانت رکھی جائے تو خیانت کر لیتا ہے، ظاہراً وہ امانتدار ہے حقیقتاً وہ خائن ہے (خیانت کرنے والا ہے)، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، اور جب جھگڑا کرے تو زیادتی کرے حد سے تجاوز کر لے۔

الغرض: تو اس سورۃ کا بنیادی پیغام جو ہے وہ نفاق کے تعلق سے چند اہم باتیں ہیں، آیئے دیکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب آپ کی مجلس میں منافق آتے ہیں تو وہ اپنی زبانوں سے یہ کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں (منافق گواہی دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہ آپ اللہ کے رسول ہیں)۔

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا ہے: کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ تعالیٰ یہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک یہ منافقین جھوٹے ہیں۔

یعنی جو یہ باتیں کر رہے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (علیہ الصلاۃ والسلام) اور یہ گواہی دے رہے ہیں یہ جھوٹے ہیں، گواہی تو اللہ تعالیٰ دے رہا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں (سبحان اللہ)، باقی رہ گئی بات کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام ہی کافی ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یعنی وجہ کیا ہے کیوں جھوٹی گواہی دے رہے ہیں؟ کیوں کفر کو اُن لوگوں نے چھپایا ہے حقیقتاً اور اسلام کو ظاہر کیا ہے وجہ کیا تھی؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝﴾[المنافقون: 2-3]

کہ منافقوں نے یہ جو قسمیں کھائی ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس پر گواہی بھی دی ہے یہ صرف اس لیے ہے کہ وہ اپنے آپ کو مؤاخذے سے اور عذاب سے بچا لیں (پکڑ سے بچا لیں عذاب سے بچا لیں) اور اپنے آپ کو اور لوگوں کو بھی اس صراط مستقیم سے اور حق کے راستے سے روکے رکھا ہے اور منع کیا ہے، بہت ہی بُرا عمل یہ کرتے ہیں، اور یہ اس لیے کہ یہ لوگ ظاہر میں ایمان لائے ہیں اور باطن میں وہ کافر رہے ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے اُن کے کفر کی وجہ سے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور وہ سمجھتے نہیں ہیں (یعنی اس حقیقت کو) اور جس میں لوگوں کی بھلائی ہے وہ سمجھ نہیں سکے۔

پھر ایک اور حقیقت ان منافقین کے تعلق سے:

﴿وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۭ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۡ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝﴾[المنافقون: 4]

اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب آپ ان منافقین کو دیکھتے ہو تو آپ کو ان کا ظاہر جو ہے شکل وصورت ان کی اچھی لگتی ہے، ان کے جسم اچھے لگتے ہیں دیکھنے میں، اور جب یہ کوئی بات کرتے ہیں تو آپ ان کی بات کو سنتے ہیں یعنی فصاحت میں بلاغت میں بڑے تیز ہیں، ان کے دل ایمان سے فارغ ہیں، اور اُن کی عقلیں جو ہیں سمجھ سے اور علم نافع سے فارغ ہیں، ان کی مثال ایسی ہے جیساکہ دیوار سے ٹیک لگی لکڑیاں ہیں جن میں کوئی زندگی نہیں ہے (آپ دیکھتے ہیں بعض اوقات دیوار سے جب لکڑیوں کو ٹیک لگا کر ایک ساتھ رکھا جاتا ہے تو دیکھنے میں اچھی لگتی ہیں تو اُن کی مثال بھی کچھ ایسی ہے) ہر اونچی بات پر یہ گمان کرتے ہیں کہ اُن کے لیے کوئی نقصان دہ ہوگی کیونکہ وہ اپنی حقیقت سے خوب واقف ہیں، اور انتہائی قسم کے بزدل لوگ ہیں، ڈر نے اُن کے دلوں پر قبضہ کیا ہوا ہے، یہی حقیقی دشمن ہیں شدید دشمن ہیں آپ کے اور مومنوں کے، اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اِن سے خبر دار رہیں، اللہ تعالیٰ اِن کو ہلاک کرے اور اپنی رحمت سے اللہ تعالیٰ اِن کو دور کرے کس طریقے سے یہ حق سے ہٹ جاتے ہیں اور دور ہو جاتے ہیں اور اپنے نفاق اور گمراہی میں لپک جاتے ہیں؟

(سبحان اللہ) کتنے پیارے انداز میں جب بات اُن کے ظاہر اور باطن کی ہو رہی ہے اور نفاق کا معنی یہ ہے تو کتنے پیارے انداز میں کہ ظاہر سے بڑے خوبصورت تھے (شکل وصورت سے)، بولنے کا انداز بڑا عمدہ ہے اندر سے فارغ ہیں۔ اندر سے کیوں فارغ ہیں؟ کیونکہ نہ تو کوئی علم ان کو فائدہ پہنچا سکتا ہے، نہ تو وہ سمجھنا چاہتے ہیں نہ سمجھیں گے، جس کے دل میں کفر ہو اُس کے دل میں کسی خیر کی امید نہیں کی جاسکتی (نعوذ باللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِن کی اور نشانی، بڑی عجیب نشانی سنیں ذرا! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝﴾[المنافقون: 5]

جب ان منافقین سے یہ کہا جاتا ہے کہ آؤ اور توبہ کرو اپنا عذر پیش کرو جو تم سے غلطی ہوئی ہے جو غلط باتیں کی ہیں جو بے وقوفی کر بیٹھے ہو اُن سے توبہ کرو، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں وہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کریں گے تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کردے، تو وہ اپنے سر پھیر لیتے ہیں مذاق کرتے ہوئے اور تکبر کرتے ہوئے، اور آپ دیکھتے ہیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کہ کس طریقے سے یہ اپنا منہ پھیرتے ہوئے حق سے دوری اختیار کرتے ہیں اور رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں اپنے لیے اور دوسروں کے لیے اور بہت ہی بڑا تکبر کرتے ہیں (سبحان اللہ)۔

اُن کے خیر کے لیے کہا جا رہا ہے کہ توبہ کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے لیے دعائے مغفرت کریں گے، نہ مغفرت چاہتے ہیں نہ اُن کو ضرورت ہے (سبحان اللہ) کیونکہ حقیقتاً وہ مومن تو ہیں نہیں، مغفرت کی تو مومن کو ضرورت ہوتی ہے ناگناہوں کی بخشش کی، وہ تو اندر سے کفر (نعوذ باللہ)!۔

پھر دیکھیں اس کا جواب ہے، یعنی بڑا پیارا جواب دیا ہے اللہ تعالیٰ نے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿سَوَاۗءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝﴾[المنافقون: 6]

اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! برابر ہے چاہے آپ اُن کے لیے دعائے مغفرت کریں یا نہ کریں اللہ تعالیٰ کبھی اُن کو بخشنے والا نہیں ہے (کبھی بخشش نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ اُن کی، معاف نہیں کرے گا!) جب تک کہ سچی توبہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ مغفرت نہیں کرے گا، توبہ کرنے والے نہیں ہیں کیونکہ دل میں تو کفر ہے (سبحان اللہ: اس لیے فرمایا ﴿لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾) کیونکہ مصر ہیں اپنے گناہوں پر اور اپنے فسق پر قائم ہیں۔

اور قاعدہ یہ ہے کہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ﴾: اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو فاسقوں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا۔ ابھی کیا گزرا ہے عقیدہ واسطیۃ کے درس میں؟ قاعدہ کیا تھا؟ ''آمِن تَهْتَدِ تَهْتَدِي'': ایمان لے کر آتے ہو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے، جب ایمان میں کمزوری ہوتی ہے ہدایت میں کمزوری ہے، اب جو فاسق ہے نافرمان ہے اور (نعوذ باللہ) نفاق اکبر یا فسوق اور نافرمانی تو پھر تو ہدایت ناممکن ہے!

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، ایک اور نشانی دیکھیں ذرا علامت منافقین کی اُس زمانے میں:

﴿هُمُ الَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ لَا تُنۡفِقُوۡا عَلٰى مَنۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنۡفَضُّوۡا‌ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلٰـكِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ لَا يَفۡقَهُوۡنَ‏ ۝٧﴾ [المنافقون: 7]

یہ جو منافق ہیں وہ یہ کہتے ہیں اہل مدینہ سے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ پر خرچ نہ کرو اُن کو نفقہ نہ دو یہاں تک کہ یہ منتشر ہو جائیں اور چلے جائیں۔ (یعنی تکلیف پہنچانی ہے، یہ اُٹھ کر چلے جائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو کچھ نہ دیں اُن کے سامنے کیونکہ وہ حقدار ہیں تو وہ لے لیں گے، اُن کو اذیت پہنچانی ہے)

اب جواب دیکھیں بڑا پیارا جواب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے: ﴿وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ﴾ (تمام خزانے آسمانوں کے اور زمین کے اللہ تعالیٰ کے ہیں) ﴿وَلٰـكِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ لَا يَفۡقَهُوۡنَ﴾ (لیکن منافقین جو ہیں وہ سمجھتے نہیں ہیں (حقیقت یہ ہے)): تمام خزانے جن میں تمام رزق موجود ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہے عطا کرے اور جسے چاہے اللہ تعالیٰ منع کر دے۔

اب دینے اور منع کرنے کی جو حقیقت ہے یہ منافقین سمجھ نہیں سکتے، دو باتیں ہیں: (۱) ایک تو رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے خزانے سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں، جاہل ہیں ان کو سمجھ نہیں ہے۔ (۲) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے عطا فرمائے، اس حقیقت سے بھی غافل ہیں (نعوذ باللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، ایک اور نشانی ان منافقین کی:

﴿يَقُوۡلُوۡنَ لَئِنۡ رَّجَعۡنَاۤ اِلَى الۡمَدِيۡنَةِ لَيُخۡرِجَنَّ الۡاَعَزُّ مِنۡهَا الۡاَذَلَّ‌ ؕ وَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ وَلِرَسُوۡلِهٖ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَلٰـكِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ‏ ۝٨﴾
[المنافقون: 8]

ایک اور بھی عجیب بات کر دی منافقین نے! کہتے ہیں: جب ہم مدینہ واپس آئیں گے تو یقیناً ہم میں سے جو سب سے عزت والا گروہ ہے وہ اسے نکالے گا جو سب سے ذلیل گروہ ہے (نعوذ باللہ)، اور اُن کا اشارہ کہ عزت والے ہم ہیں، اور اہل ایمان جو ہیں (نعوذ باللہ) وہ ذلت والے ہیں۔

اس کا جواب دیکھیں بڑا پیارا جواب ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ وَلِرَسُوۡلِهٖ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴾: کہ عزت تو حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی ہے، اللہ تعالیٰ کے رسول کی ہے (علیہ الصلاۃ والسلام)، اور مومنوں کی ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور اس ایمان کا حق ادا کرتے ہیں (کسی اور کے لیے عزت ہے ہی نہیں)۔

اور یہ حقیقت ہے: ﴿وَلٰـكِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ﴾: کہ منافقین جو ہیں وہ جانتے نہیں ہیں کیونکہ جہالت کی انتہا ہے! اس حقیقت کو جاننے سے محروم ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰۤـاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُلۡهِكُمۡ اَمۡوَالُكُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ‌ ۚ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰ لِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ‏ ۝٩﴾ [المنافقون: 9]

اے ایمان والو! جنہوں نے تصدیق کی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور شریعت پر عمل پیرا ہوئے کہ تمہیں تمہارے مال اور اولاد غافل نہ کر دیں مصروف نہ کر دیں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے، فرمانبرداری سے اور ذکر سے، اور جو مصروف ہو جاتے ہیں غافل ہو جاتے ہیں اپنے مال

اور اولاد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے، ذکر سے اور فرمانبر داری سے تو یقیناً یہی لوگ ہیں جو دھوکا کھانے والے ہیں اور خسارہ پانے والے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے کرم سے اور رحمت سے محروم ہونے والے ہیں (نعوذ باللہ)۔

جب بات آئی نافقے کی دینے کی تو منافقین کا عمل تو یہ ہے وہ دینا نہیں چاہتے کیونکہ دل میں تو ایمان ہے نہیں، لیکن اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں اور سچے مومن ہیں تو اُن کے لیے یہ پیغام ہے کہ اُن کے مال، اُن کی اولاد، اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے انہیں مصروف نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور نعمت کا شکر ادا کیا جاتا ہے اور عمل سے شکر ادا کیا جاتا ہے (سبحان اللہ)، اور جو ایسا کرے گا تو وہی خسارہ پانے والے ہوں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝١٠﴾
[المنافقون: 10]

اے مومنو! اللہ کے راستے میں خرچ کرو جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا ہے، اور خیر کے راستے میں خرچ کرو اور اس میں جلدی بھی کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے اور موت کی علامات دیکھنا شروع ہو جائے تو ندامت میں یہ کہہ بیٹھے کہ اے میرے ربّ! مجھے کوئی مہلت دے دیتے اور میرے ربّ! موت کے وقت کو تھوڑا سا مؤجل کر لیتے تاکہ میں اپنے مال سے صدقہ دے دیتا اور متقین پرہیزگاروں اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاتا۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝١١﴾[المنافقون: 11]

ہر گز نہیں، اللہ تعالیٰ کسی نفس کو مہلت نہیں دیتا جب اُس کی موت کا وقت آجاتا ہے اور اس کی عمر کا خاتمہ ہو جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو چاہے خیر ہو یا شر ہو، اور اللہ تعالیٰ نے تم سے اِن تمام چیزوں کا حساب بھی لینا ہے۔ جو بھی تمہارے اعمال ہیں جو بھی تم کرتے ہو اِن تمام اعمال کا تم لوگوں نے اپنے ربّ کو جواب دینا ہے اور ربّ نے ہی حساب لینا ہے چاہے اچھا کیا ہے چاہے بُرا کیا ہے اس لیے ابھی دنیا میں وقت ہے، اہل ایمان کا طرز عمل منافقین سے بالکل الگ ہے۔ دیکھیں سورۃ کا نام کیا ہے؟ منافقون ہے۔ اختتام کس چیز پر ہوا ہے؟ آخر میں پیغام کس کے لیے ہے؟ اہل ایمان کے لیے ہے۔

کہ جو راستہ منافقین کا ہے وہ بڑا خطرناک راستہ ہے خسارے کا راستہ ہے تباہی کا راستہ ہے ہلاکت کا راستہ ہے، اِس میں کوئی خیر نہیں ہے، دوسرا راستہ ایمان کا راستہ ہے اہل ایمان کا راستہ ہے جس میں خیر ہی خیر ہے جس کا انجام بہت اچھا ہے: اور دونوں راستے برابر نہیں ہیں، تو مومنوں کو چاہیے کہ وہ غلطی نہ کریں جو منافقین کر چکے ہیں۔

اور وقت کیونکہ قیمتی ہوتا ہے تو وقت کو ضائع نہیں کرنا، یہ مال یہ اولاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہیں (نعمتیں ہیں اور آزمائش بھی ہیں)، اگر یہ مال اور یہ اولاد اللہ تعالیٰ کے ذکر سے عبادت سے، فرائض کی ادائیگی سے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے اور اطاعت سے مصروف کر دیں مشغول کر دیں تو پھر اس میں کیا خیر ہے؟!

ایمان کے لیے وقت درکار ہے اور وقت کے لیے آپ کو اپنے مال میں سے اپنی اولاد میں سے وقت نکالنا پڑے گا اور اس مال کو اور اولاد کو اپنی بھلائی کے لیے اور اُن کی بھلائی کے لیے اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بنانا ہی پڑے گا۔

پھر بات آئی نفقے کی، منافقین تو پریشان کرتے تھے نہ دینا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ کے راستے میں، ابھی دو اللہ کے راستے میں ابھی وقت ہے اس سے پہلے کہ موت آجائے، پھر موت کا جب وقت مقرر ہو جاتا ہے پھر ندامت کے سوا کچھ نہیں اُن لوگوں کے لیے جو کوتاہی کر چکے ہیں غلطی کر چکے ہیں۔

اب دیکھیں بات کہ مرنے والا کیا تمنا کرے گا؟ اے میرے ربّ! مجھے تھوڑی سی مہلت دے دے تاکہ میں نفقہ کر کے آؤں۔

علماء کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد جو مرنے والے کے لیے سب سے زیادہ فائدہ مند چیز ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا، کیونکہ اس آیت میں دلیل ہے، اُس نے یہ نہیں کہا کہ میں تھوڑا نماز پڑھ کر آتا ہوں یا زکوۃ یا میں اور کوئی عمل کر کے آتا ہوں، نہیں! ﴿فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (تھوڑی مہلت دے تاکہ میں صدقہ دے دوں)۔ تو دیکھ لیں پھر کہ صدقے کی کیا خیر ہے اور کتنا فائدہ ہے! (سبحان اللہ)۔

تو اس لیے ہمیں چاہیے کہ خاص طور پر جو صدقہ جاریہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے استطاعت دی ہے تو اُس میں اُسے کوتاہی یا بخیلی سے کام نہیں لینا چاہیے۔

اور پھر آخری پیغام ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی نفس کو جس کا وقت مقرر ہو جائے (موت کا وقت مقرر ہو جائے) وہ ایک لمحے کے لیے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا واپس، اور سچ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے ہمارے اعمالوں سے جو ہم کر رہے ہیں، کچھ چھپا نہیں سکتے ہم، اچھا عمل ہے یا بُرا عمل ہے ہم اپنے اعمال کے جوابدہ ہیں اور حساب ہمارا ہمارے ربّ نے ہم سے لینا ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے آسانی فرمائے، جو ایمان کا راستہ ہے اللہ تعالیٰ ہمارے لیے میسر فرمائے، جو نفاق اور نافرمانی کا راستہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُس سے محفوظ فرمائے اور دور فرمائے۔

064:سورۃالتغابن

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۙ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾[التغابن: 1]

اس سورۃ کا نام ہے سورت التغابن میں بتادوں کہ تغابن کا معنی کیا ہے: "تغابن" غبن سے لیا گیا ہے اور غبن سے مراد کے معنی میں دھوکا بھی ہے، اور غلبہ مقابلے میں کسی کو خفیہ طریقے سے نقصان پہنچانا، مقابلے میں اپنے دشمن پر غالب ہونا اور خفیہ طریقے سے اسے نقصان پہنچانے کا معنی اس میں موجود ہے، تو آیئے دیکھتے ہیں کہ کس طریقے سے یہ معنی اس سورت میں اللہ تعالی نے بیان فرمایا ہے۔

ابتداء سورت کی تسبیح سے ہوئی ہے: ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۙ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾: جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ تعالی کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں، اُسی کے لیے بادشاہت ہے اور تمام تصرف ہے پوری کائنات میں ہر چیز میں، اور اسی کے لیے ہی حمد اور تمام تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی۔

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝﴾[التغابن: 2]

اللہ تعالی نے ہی تمہیں پیدا کیا ہے اور عدم سے وجود میں لایا ہے، ﴿فَمِنْكُمْ كَافِرٌ﴾: تم میں سے بعض کافر ہیں جنھوں نے اللہ تعالی کی الوہیت کا انکار کیا ہے، تم میں سے بعض مومن ہیں جنھوں نے تصدیق کی ہے اللہ تعالی کی شریعت کی، اور اللہ تعالی خوب دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو، اور عنقریب اللہ تعالی تمہارے اعمال جو ہیں اُن کا حساب بھی اور جزاء بھی دینے والا ہے۔

﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝﴾[التغابن: 3]

جب اللہ تعالی نے بیان فرمایا ہے کہ انسان کو پیدا کیا ہے اور انسان دو قسموں میں ہے، کافر بھی ہے مومن بھی ہے یعنی انسان کی اپنی چاہت بھی ہے، کسی نے کفر کا راستہ اختیار کیا کسی نے ایمان کا راستہ اختیار کیا، اللہ تعالی خوب دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو، اور پھر عنقریب قیامت کے دن مومن کا بھی حساب ہو گا اور اس کافر کا بھی حساب ہو گا، دونوں کا برابر نہیں ہو سکتا، پھر اللہ تعالی نے بیان فرمایا ہے: ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ﴾: اللہ تعالی نے آسمان اور زمین کو حق کے ساتھ بالحکمۃ البالغۃ پیدا کیا ہے۔

﴿وَصَوَّرَكُمْ﴾: (اور تمہیں پیدا بھی کیا ہے اور خوبصورت تصویر میں پیدا کیا ہے)۔

﴿فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ﴾: (اور خوبصورت صورت عطا فرمائی ہے)۔

﴿وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ﴾: (اور واپسی اللہ تعالی کی طرف ہے، قیامت کے دن اللہ تعالی تم سب کا حساب لے گا)۔

پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝﴾[التغابن: 4]

اللہ تعالی خوب جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اور وہ خوب جانتا ہے اے لوگو! جو تم چھپاتے ہو آپس میں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم سینوں میں چھپاتے ہو، اللہ تعالی وہ بھی خوب جانتا ہے (جو سینوں کے بھید ہیں اللہ تعالی وہ بھی خوب جانتا ہے)۔

یعنی "اللہ تعالیٰ نے تمہارا عنقریب حساب لینا ہے "اِن تمام آیات میں ایک ہی پیغام بار بار آرہا ہے۔

﴿اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَبَؤُا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ۫ فَذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِہِمۡ وَلَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۵﴾﴾ [التغابن: 5]

(اور یہ خطاب سب کے لیے خصوصاً مشرکین کے لیے ہے)۔

کیا تم سے پہلے جو کافر گزرے ہیں اُن کی خبر تمہیں نہیں پہنچی کہ اُن کے سوء عمل (بُرے عمل) کی وجہ سے اور کفر کی وجہ سے اُن کا بہت بُرا انجام ہوا دنیا میں، اور آخرت میں بھی اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

یعنی جو مشرکین تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں وہ فرعون کے قصے اور تمام سابقہ قوموں کے قصے جانتے تھے کہ اہل کفر کا کیا انجام ہوا ہے: کیا پھر تمہیں سمجھ نہیں آتی جو تم لوگوں نے وہی شرک اور کفر کا راستہ اختیار کیا ہوا ہے؟!

قوم نوح کے قصے وہ جانتے تھے، سابقہ انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) کے قصے جانتے تھے (یقیناً جانتے تھے) اُس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا انکار کیا: یعنی تمہیں عقل ہونی چاہیے دنیا میں اُن کے ساتھ جو ہوا اور وہ ہلاک ہوئے آخرت میں بھی دردناک عذاب اُن کو پہنچنے والا ہے ملنے والا ہے، تم لوگوں نے اس راستے کو کیوں اختیار کیا ہوا ہے؟! تو ابھی وقت ہے سدھرنے کا اور راہِ راست کو اپنانے کا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ذٰلِکَ بِاَنَّہٗ کَانَتۡ تَّاۡتِیۡہِمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَقَالُوۡۤا اَبَشَرٌ یَّہۡدُوۡنَنَا ۫ فَکَفَرُوۡا وَ تَوَلَّوۡا وَّ اسۡتَغۡنَی اللّٰہُ ؕ وَ اللّٰہُ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ﴿۶﴾﴾ [التغابن: 6]

یعنی یہ جو دنیا میں اُن کو ذلت اور رسوائی (سابقہ قوموں کو جو دنیا میں ذلت اور رسوائی) کا سامنا کرنا پڑا اور جو ہلاک ہوئے، اور آخرت میں جو اُن کا دردناک عذاب منتظر ہے یہ سب وجہ کیا ہے؟ سبب یہ تھا کہ اُن لوگوں کے پاس جب اللہ تعالیٰ کے رسول کھلی اور واضح آیات اور بینات اور معجزات لے کر گئے تھے تو اُن لوگوں نے انکار کرتے ہوئے یہ کہا کہ یہ تو بشر ہیں یہ کیا ہماری رہنمائی کریں گے؟! تو اللہ تعالیٰ کا کفر کیا اور انکار کیا رسول کی رسالت کا اور جو وہ پیغام لائے تھے اُس کا انکار کیا اور منہ موڑ لیا، اور حق کو قبول نہیں کیا، تو اللہ تعالیٰ اُن سے بے پرواہ ہوا اُن سے (اُن کے ایمان سے اور اُن کی عبادت سے اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہوا) اور اللہ تعالیٰ غنی ہے، اللہ تعالیٰ کی جو بے پرواہی ہے اور غنی ہے وہ تام ہے مطلق ہے، اور اللہ تعالیٰ حمید ہے اپنے اقوال افعال اور صفات میں، اللہ تعالیٰ کی صفات کمال ہیں اور وہ بڑی خوبیوں والا ہے، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں اور وہ حمید ہے اپنے تمام اقوال افعال اور صفات میں، اور اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں ہے اور اُن کی گمراہی بھی اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿زَعَمَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ لَّنۡ یُّبۡعَثُوۡا ؕ قُلۡ بَلٰی وَ رَبِّیۡ لَتُبۡعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلۡتُمۡ ؕ وَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرٌ ﴿۷﴾﴾ [التغابن: 7]

کافروں نے یہ باطل دعویٰ کیا کہ وہ دوبارہ اپنی قبروں سے زندہ نہیں نکالے جائیں گے مرنے کے بعد، کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک میرے ربّ کی قسم! تم اپنی قبروں سے زندہ نکلو گے اور پھر تمہیں خبر بھی دی جائے گی جو تم دنیا میں اعمال کیا کرتے تھے، اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

قرآن مجید میں جب آپ دیکھتے ہیں بعث کے جو منکرین ہیں جنہوں نے دوبارہ زندہ ہونے کا مرنے کے بعد کا انکار کیا اُن کو جواب دیا بڑے خوبصورت انداز میں:

جب منکرین نے انکار کرنے والوں نے یہ کہا کہ قبر سے دوبارہ زندگی ممکن نہیں ہے۔ تو خبر کا جواب خبر میں آیا ہے "کہ تم دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے"۔

پھر مثال بھی دی گئی ہے کہ جیسا کہ ایک بنجر زمین ہوتی ہے مردہ زمین ہوتی ہے پھر بارش برستی ہے، پھر زمین زندہ ہو جاتی ہے تو پھر انسان بھی مرنے کے بعد زندہ ہو سکتا ہے۔

تیسرا طریقہ جو ہے وہ قسم ہے: جب کافروں نے قسم کھائی "کہ نہیں، کبھی زندہ نہیں ہو سکتے": تو قسم کا جواب بھی قسم میں آیا ہے تو اُس کا ثبوت اس سورۃ میں ہے، سورۃ التغابن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ﴾: ﴿بَلٰى﴾ (بے شک ہرگز نہیں ایسا نہیں ہے، یقیناً) ﴿وَرَبِّيْ﴾ (میرے ربّ کی قسم) ﴿لَتُبْعَثُنَّ﴾ (تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا مرنے کے بعد)۔

اور اس کے ساتھ ساتھ: ﴿ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ﴾ (پھر تمہیں خبر دی جائے گی (یعنی قیامت کے دن) جو تم کیا کرتے تھے اور تمہیں یعنی حساب بھی اُس کا دینا پڑے گا) ﴿وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾ (اور یہ اللہ تعالیٰ پر بہت ہی آسان ہے)۔

پیدا کرنا بھی آسان ہے، مارنا بھی آسان ہے، دوبارہ زندہ کرنا بھی آسان ہے، حساب لینا بھی آسان ہے (سبحان اللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝﴾ [التغابن: 8]

جب یہ حقیقت سامنے آگئی تو پھر راستہ صرف ایک ہی ہے کیا ہے؟

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا﴾: پس ایمان لے آؤ اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اے مشرکو! اور قرآن مجید سے جو نور ہے اُس سے ہدایت حاصل کرو، اور اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے جو تم کرتے ہو (تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے)، کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے نہ تمہارے اعمال میں سے نہ تمہارے اقوال میں سے، اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان اقوال کی اور اعمال کی جزاء بھی دینی ہے۔

دیکھیں بار بار کیا پیغام آرہا ہے؟

تقریباً ہر آیت کے بعد: "تمہارا حساب بھی ہونا ہے، تمہارا حساب بھی ہونا ہے، اللہ تعالیٰ کو تمہارے اقوال اور افعال کی جزاء بھی دینی ہے حساب بھی ہونا ہے": اور مشرک یہ سب سُن رہے ہیں اور اہل ایمان بھی سُن رہے ہیں، تو مومنوں کے ایمان میں مزید مضبوطی اور پختگی ہوتی ہے، اور مشرک کے شرک اور کفر میں مزید دوری ہو جاتی ہے حق سے (نعوذ باللہ)۔

"إلا من رحم الله" بہت کم ہیں جنہوں نے اس پیغام کو سمجھا ہے اور کلمہ پڑھا ہے ورنہ جو اہل شرک ہیں آج بھی دیکھ لیں مشرکین جو کر رہے ہیں اہل کفر جو کر رہے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن کی تفسیر اور ترجمے ہر زبان میں موجود ہیں تقریباً اور کچھ ایسے بھی مشرکین ہیں کرسچنز (Christians) جو ہیں انہوں نے قرآن کے ترجمے خود کیے ہیں! یعنی اُن کے اوپر حجت بھی تمام ہو چکی ہے (سبحان اللہ)۔

الغرض: تو ایک ہی راستہ ہے نجات کا کیا ہے؟ ﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا﴾: یہ نور آج ہمارے ہاتھوں میں ہے دنیا میں موجود ہے۔

﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾: اور اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے جو تم کرتے ہو، ہدایت کا راستہ اپناتے ہو اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے، ہدایت کے راستے سے منہ موڑتے ہو اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے، لیکن حساب اپنے ربّ کو ہی دینا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝﴾ [التغابن: 9]

یاد کرو وہ دن (یعنی حشر کا دن) جس دن اللہ تعالیٰ جمع کرے گا پہلوں کو اور بعد میں آنے والوں کو "الأولین والآخرین" سب کو ایک جگہ پر جمع کرے گا، اور یہ وہ دن ہے جس میں غبن ظاہر ہو جائے گا، اور خلق (مخلوق) میں تفاوت اور فرق واضح ہو جائے گا، مومن جو ہیں وہ کافر اور جو فاسق ہیں اُن پر غبن کریں گے، اہل ایمان جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے، اور اہل کفر جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف سے جہنم میں داخل ہوں گے۔

اور یہاں پر غبن ہو گا یہ سورۃ التغابن کا پیغام یہاں پر ہے۔

یعنی اہل ایمان کو دنیا میں کیا دیکھا جاتا ہے؟ حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ مشرکین ابو جہل اور ابو لہب کیا دیکھتے تھے؟ مومنوں کو کس طریقے سے ستاتے تھے اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے! (نعوذ باللہ)، اور کہتے تھے کہ ہم ہی حق پر ہیں ہم اللہ تعالیٰ کے گھر کے رکھوالے ہیں دیکھتے نہیں ہو کہ ہم رکھوالے ہیں کعبہ کے؟! اللہ نے ہمارے ذمے یہ کام دیا ہے ہمارے جیسا کون ہے؟! اور مرضی سے جو اُن کے چہیتے تھے اُن کو کپڑے دیتے تھے طواف کے لیے، اور نہیں چاہتے تھے تو برہنہ بدن لوگ طواف کرتے تھے! مغرور تھے متکبر تھے کہتے تھے کہ ہمارے جیسا کوئی نہیں ہے! (نعوذ باللہ)، اور اُن میں ایسے مشرکین تھے جو کہتے تھے "کہ قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ ہمیں اس خیر سے نوازے گا اور تم تو صرف دعوے کرتے ہو، یہ تو بشر کا قول ہے ہم اس کو نہیں مانتے اور معجزے جو ہیں یہ سب جادو ہیں!" (نعوذ باللہ)۔

کبھی کہتے کاہن ہے، کبھی کہتے جادو گر ہے، کبھی کہتے کہ یہ جھوٹا ہے! (نعوذ باللہ)۔

الغرض: اب وقت آیا ہے اُس دن پتہ چلے گا کہ کس نے نقصان اُٹھایا ہے حقیقتاً۔ دنیا میں اگر دنیا کی کمی ہے اگر کھانے پینے کی کمی ہے، صحت میں کوئی تکلیف یا بیماری ہے یہ کوئی خسارہ ہے کیا؟ کوئی نقصان ہے کیا؟ نہیں۔

اصل نقصان یہ ہے کہ کوئی شخص جنت سے محروم ہو جائے، اور سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ کوئی شخص جہنم کی تہہ میں پڑا ہو (نعوذ باللہ) عذاب میں اللہ کی پکڑ میں! تو یہ تغابن ہے۔

دنیا میں دھوکے میں تھے (مشرکین دھوکے میں تھے) اور قیامت کے دن پتہ چلے گا کہ کس نے نقصان اُٹھایا ہے اور کون کس پر غالب ہوا ہے۔ دنیا میں کافر طاقت سے غالب ہو سکتا ہے وقتی طور پر، نہیں! لیکن قیامت کے دن کوئی طاقت کام آئے گی؟ کچھ کام نہیں آئے گا، وہاں پر ایمان ہے حساب ہے، اور اپنے ربّ کو حساب دینا ہے سب نے حساب دینا ہے۔ تو اس اعتبار سے مومن جو ہیں وہ غالب ہوئے اور خفیہ طریقے سے نقصان پہنچایا کہ نہیں مشرکین کو کافروں کو اور اپنے دشمنوں کو؟ (سبحان اللہ)۔

وہ خفیہ طریقہ کیا ہے؟ یہی ایمان تو ہے عمل صالح ہے اور کیا ہے! وہ لگے رہے اپنے کام میں کرتے رہے اور اپنے ایمان کو مضبوط کرتے رہے پرواہ نہیں کی کسی مشرک یا کافر کی، دشمنی پر اترے یہاں تک کہ جان بھی دے دی اللہ کے راستے میں! جہاد ہوا جان دی اپنی اللہ کے راستے میں، ناجائز قتل کیا گیا (آج بھی ناجائز قتل ہو رہا ہے مسلمانوں کا) اس کے باوجود بھی ڈٹے رہے اپنے اسلام پر، اپنے ایمان پر قائم رہے کہ مرنا تو ویسے ہی ہے۔

دیکھیں دنیا میں آئے تو مریں گے کہ نہیں مریں گے؟ لیکن دو مرنے والے برابر تھوڑا ہی ہوتے ہیں!

الغرض، تو یہ تغابن ہے۔

اچھا پھر ہوگا کیا یہ دیکھیں، جب یہ معاملہ ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہم ایمان کو اپنے رحم و کرم سے فضل و کرم سے جنت میں داخل کیا ہے اور وہ غالب ہو گئے اہل کفر پر جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے عدل و انصاف سے جہنم میں داخل کیا ہے۔

تو قاعدہ یہ ہے: کہ جس نے بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھا ہے اور نیک اعمال کیے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دے گا، اُسے باغات میں داخل کرے گا (جنت میں داخل کرے گا) جس کے محلات اور درختوں کے نیچے جو ہے وہ نہریں جاری ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے اور یہ جو ہمیشہ رہنا ہے ان جنتوں میں یہ سب سے عظیم کامیابی ہے۔

دنیا میں ایمان کی عزت سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے واللہ!

دیکھیں مسلمان مار کھاتے ہیں، مسلمان مغلوب ہیں وقتی طور پر لیکن یہ ذلت نہیں ہے یہ عزت ہے کہ اللہ کے لیے کوئی سر جھکا دیتا ہے "اللہ کے لیے"، اللہ کے لیے اپنے دین پر ثابت قدم رہتے ہوئے بھی مار بھی کھاتا ہے گالی بھی سنتا ہے، یہ ذلت نہیں ہے یہ عزت ہے۔

ذلت یہ ہے کہ آپ نافرمانی کریں اور لوگ آپ کی تعریفیں کریں، یہ سب سے بڑے ذلیل لوگ ہیں کہ نافرمان بھی ہیں اور پھر ربّ بھی ناراض ہے اُن سے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے جیسا کوئی نہیں ہے (نعوذ باللہ)۔

الغرض: سب سے عظیم کامیابی جنت ہے اور یہ جنت صرف اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے لیے ممکن ہے، جو اللہ کے دشمن ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے (نعوذ باللہ) بد ترین عذاب میں داخل ہوں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝﴾[التغابن: 10]

اہل ایمان کا ذکر ہو چکا ہے اب دوسری طرف اہل کفر جو ہیں اُن کا کیا ہو گا؟

اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے اللہ تعالیٰ کی جو الوہیت ہے اور "اِلہ حق" کو جھٹلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِلہ حق نہیں ہے، اور یہ عقیدہ رکھتے رہے یعنی دنیا میں، اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور الوہیت کا انکار کیا ہے اور جو بھی دلائل ہیں ربوبیت کے اور براہین الوہیت کے ہیں اُن سب کا انکار کیا ہے اور جھٹلایا ہے، جن دلائل کو اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کے ذریعے پیغام کے طور پر پہنچایا ہے لوگوں کے لیے تو اُن لوگوں نے جو دشمن تھے اللہ تعالیٰ کے دین کے اور انبیاء کے اور مومنوں کے اُن سب کو جھٹلایا ہے، یہ لوگ ہیں جو جہنم کی آگ میں داخل ہوں گے جو ہمیشہ اُس میں رہیں گے اور بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے یہ جہنم! (نعوذ باللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو تکلیفیں پہنچتی ہیں اُن کے تعلق سے چند جملے بڑے پیارے ہیں، الفاظ دیکھیں ذرا:

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝﴾[التغابن: 11]

کسی کو بھی کوئی مصیبت نہیں پہنچتی یا اُسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی اِلا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے، اور جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے دل کو ہدایت دے دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم بھی کر لیتا ہے اور اپنے سَر کو خم کر دیتا ہے اپنے ربّ کی تقدیر کے سامنے اور اُس پر راضی ہو جاتا ہے۔

تکلیف پہنچی ہے مصیبت ہے وہ کون سا جسم کا حصہ ہے جو بادشاہ ہے؟ دل ہے۔ اللہ تعالیٰ دل کو ہدایت دے دیتا ہے، جب دل سدھر جائے تو پورا جسم سدھر جاتا ہے (سبحان اللہ)۔

لیکن شرط ہے: ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ﴾: اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو گا۔ مصیبت میں کیا ایمان ہو گا؟ "کہ میرے ربّ کی طرف سے ہے میں اسے تسلیم کرتا ہوں اور ربّ کی تقدیر کے سامنے اپنے سَر کو خم کر کے راضی ہو جاتا ہوں"، جب انسان یہ ایمان رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے دل کو جو ہے ہدایت دے دیتا ہے۔

دل کی ہدایت کیا ہے؟

1- کہ اسے پتہ ہوتا ہے کہ میرے ربّ کی طرف سے ہے اس میں میرے لیے کوئی نہ کوئی خیر ہے جو مجھے نظر نہیں آ رہا۔

2- اور پھر ہدایت دیتا ہے "ويهده لأحسن الأقوال والأفعال والأحوال": (۱) قول کہے گا تو بہت اچھا کہے گا "اَحسن الاقوال": ہدایت ربّ نے ہی دی ہے ربّ نے دل کو ہدایت دی ہے زبان بُرا کہہ سکے گی؟ زبان سب سے اچھا کہے گی "اَحسن الاقوال"۔ (۲) اور عمل بُرا ہو سکتا ہے؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا "اَحسن الافعال"۔ (۳) اور "الاحوال"، اُس کی حالت جو ہے وہ اَحسن الاحوال ہو گی، دل میں سکون اطمینان۔

کیوں؟ کیونکہ اصل ہدایت جو ہے دل کی ہدایت ہے اور جو جسم کے اعضاء ہیں وہ تابع ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے۔

یعنی دلوں کے حال، جب دیکھیں دل کا معاملہ ہوتا ہے تو وہاں پر علم کا ذکر آتا ہے، جب دیکھنے کی کوئی بات ہوتی ہے تو وہاں پر بصر کا ذکر ہوتا ہے۔ تو جب دل کا ذکر ہے تو دلوں کی کیا حالت ہو گی؟ اب دعوے تو سب کرتے ہیں کہ ہم تو بڑے مومن ہیں ہم تو بڑا صبر کرتے ہیں، ہم تو ایمان رکھتے ہیں مصیبتوں میں۔ نہیں! یہ آپ کی زبان سے نہیں ہو گا یہ آپ کے کردار سے حالت سے پتہ چلے گا، اور ربّ خوب جانتا ہے کہ کس کے دل میں کیا ہے، کون اس ہدایت کے لائق ہے اور کون نالائق ہے، لیکن اس کے لیے شرط ایک ہے: ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ﴾۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، دیکھیں کرنا کیا ہے:

﴿وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ‌ۚ فَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ۝١٢﴾ [التغابن: 12]

مصیبت پہنچی ہے یہ عام حالات میں کرنا کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرواے لوگو! اور جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے اُس کی تعمیل کرو، جس سے منع کیا ہے اُس سے رُک جاؤ (اسے کہتے ہیں فرمانبردار اور اطاعت)، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی فرمابرداری کرو اطاعت کرو۔ وہ کیسے؟ جو پیغام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو دیا ہے اُس پیغام کو قبول کرو اور اُس پیغام پر عمل کرو کیونکہ یہ پیغام ربّ کی طرف سے ہے۔

اگر تم منہ موڑ لیتے ہو اللہ تعالیٰ کے پیغام سے تو پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کہ ہمارے رسول کو کوئی نقصان نہیں ہو گا کیونکہ اُن کے ذمے پیغام پہنچانا ہے مکمل وضاحت کے ساتھ، اور وہ پہنچا چکے ہیں (علیہ الصلاۃ والسلام)۔

تو نقصان کس کو ہے؟ جس نے انکار کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝١٣﴾ [التغابن: 13]

دیکھیں ﴿الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ﴾ کے بعد کلمۂ توحید کیا ہے کا سب سے بڑا پیغام یہ کیسے جوڑا اللہ تعالیٰ نے "کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے": یہ بنیادی پیغام ہے جس نے اس کو سمجھ لیا ناوہ کامیاب ہو گیا اور جس نے اس کو نہیں سمجھا وہ کبھی کامیاب ہو نہیں سکتا۔

"اللہ تعالیٰ ہی واحد سچا معبود ہے، مومن جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھیں اپنے تمام معاملات میں"۔

چاہے مصیبت ہے چاہے تکلیف ہے چاہے عام حالات ہیں، کلمۂ توحید صحیح عقیدے کی بنیاد پر مومن اپنے ربّ پر بھروسہ رکھتے ہیں پھر کامیابی ملتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ وَاَوۡلَادِكُمۡ عَدُوًّا لَّكُمۡ فَاحۡذَرُوۡهُمۡ‌ ۚ وَاِنۡ تَعۡفُوۡا وَتَصۡفَحُوۡا وَتَغۡفِرُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝١٤﴾
[التغابن: 14]

پھر ایک حقیقت یہ ہے: کہ اے ایمان والو! جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے ہو کہ بے شک تمہاری بیویوں میں سے اور تمہاری اولاد میں سے تمہارے دشمن بھی ہیں جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے دین سے اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں۔

کتنا بڑا پیغام ہے کیا بیوی بچے بھی دشمن ہوتے ہیں؟! ہوتے ہیں۔ کب ہوتے ہیں؟ جب اللہ تعالیٰ کے دین سے اللہ تعالیٰ کی شریعت سے، اللہ تعالیٰ کے راستے سے رکاوٹ کا سبب بنتے ہیں، جب نافرمانی اُن کی وجہ سے ہوتی ہے جب نافرمانی پر اُکساتے ہیں تب یہ بیوی اور بچے دشمن ہوتے ہیں۔ اچھا جب دشمن ہیں تو کیا کرنا ہے؟ اپنے ہیں نا اپنے پیارے ہیں نا، دیکھیں خوبصورت پیغام دیکھیں:

﴿فَاحۡذَرُوۡهُمۡ﴾ (ذرا خبر دار رہو)۔ خبر دار رہنا ہے اس کے ساتھ، یعنی اُن کی بات نہیں ماننی۔

خبر دار سے ﴿فَاحۡذَرُوۡهُمۡ﴾ سے کیا مراد ہے؟ خبر دار رہنا ہے تنبیہ ہے، یعنی ان سے بچ کر رہنا ہے، ان کی ناجائز جو خواہشات ہیں جو نافرمانیاں ہیں وہ نہیں کرنیں اللہ تعالیٰ کی۔ تو کرنا کیا ہے؟

﴿وَاِنۡ تَعۡفُوۡا وَتَصۡفَحُوۡا وَتَغۡفِرُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ﴾: (معاف کرو، درگزر کرو اور ان کو بخش دو، بے شک اللہ تعالیٰ خوب بخشنے والا بڑا مہربان ہے خوب رحم کرنے والا ہے)۔

مارنے پیٹنے سے ایک طریقہ ہے ایک چھوٹا بچہ ہے تو آپ اس کو شرعی طریقے سے مار سکتے ہیں لیکن اگر مارنے سے نہ سدھرے تو پھر کیا کریں گے ؟ دعا سب سے بڑا ہتھیار ہے مومن کے لیے اُن کے لیے دعا کریں اُن کو سمجھائیں، اور ایک حد ہے اور اُس حد سے تجاوز نہیں کریں گے جب آپ اس پر عمل کریں گے: ﴿وَاِنۡ تَعۡفُوۡا وَتَصۡفَحُوۡا وَتَغۡفِرُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ﴾ سبحان اللہ۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ وَاَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ۝١٥﴾[التغابن: 15]

صرف اور صرف جو تمہارے مال ہیں اور تمہاری اولادیں جو ہیں یہ فتنہ ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اُجر عظیم ہے۔

جو بھی اللہ تعالیٰ کی فرمانبر داری کرتا ہے اور فرمانبر داری کو نافرمانی پر ترجیح دیتا ہے اور جو فتنہ ہے جو آزمائش ہے (فتنے سے مراد آزمائش ہے) اصل میں جو اولاد ہے جو بیویاں ہیں جو مال ہے یہ کیا ہے؟ یہ دنیا کی خیر تو ہے بھلائی تو ہے اس کے بغیر نہیں رہ سکتے ہم۔

ہم کیوں کماتے ہیں ؟ دیکھیں دنیا میں بغیر مال کے رہ سکتے ہیں ہم کیوں حلال روزگار تلاش کرتے ہیں؟ حلال روزگار جو پیسہ ہے جو ہمیں ملتا ہے مال جو ہے آزمائش ہے کہ نہیں؟ آزمائش ہے۔ بیوی بھی آزمائش ہے، بچہ بھی آزمائش ہے، یہ سب آزمائشیں ہیں آزمائش کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیئے ہیں۔

اس لیے فرمایا: ﴿اِنَّمَاۤ﴾: (صرف اور صرف): حقیقت ان کی یہ ہے۔

﴿وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ﴾: (اور اُجر عظیم اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے)۔

کب اُجر عظیم ملے گا؟ جب اللہ تعالیٰ کی فرمانبر داری کو ترجیح دی جاتی ہے نافرمانی پر تو اس آزمائش سے بچا جا سکتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حق کو یہ ادا کرتا رہا اس لیے یہ شخص جو ہے اُجر عظیم کا مستحق ہوا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ وَاسۡمَعُوۡا وَاَطِيۡعُوۡا وَاَنۡفِقُوۡا خَيۡرًا لِّاَنۡفُسِكُمۡ ؕ وَمَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝١٦﴾[التغابن: 16]

اے مومنو! اللہ تعالیٰ کے تقویٰ میں جدوجہد کرو اپنی طاقت کے مطابق۔

دیکھیں دونوں برابر نہیں ہیں استطاعت میں اور طاقت میں تو کرنا کیا ہے؟ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ﴾۔

یہ قاعدہ یاد رکھیں ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ﴾: اپنی طاقت کے مطابق اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس پر جدوجہد بھی کرتے رہو، اور سنو! فرمانبر داری کرو جو پیغام ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس پر غور و فکر کرو، اور جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرو، جس چیز سے منع کیا گیا اس سے اجتناب کرو، اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے اس کو بھی خرچ کرو، اور جو اپنے نفس کو بخیلی سے بچا لیتا ہے وہی لوگ جو ہیں فلاح پانے والے ہیں اور کامیاب ہونے والے ہیں، ہر خیر کو پانے والے ہیں اور ہر خواہش جو اُن کی جائز خواہش ہے وہ حاصل کرنے والے ہیں۔

اسے کہتے ہیں فلاح لیکن اپنے نفس کو بخیلی سے بچانا ہے: دیکھیں نفس جو ہے اس کی چاہت ختم نہیں ہوتی لیکن جس نے نفس کی چاہت کو کنٹرول کر لیا ہے اور اسے ناجائز خواہشات سے روکے رکھا ہے لگام لگائے رکھا ہے تو ایسا شخص جو ہے وہ ربّ کی فرمانبر داری میں بہت آگے ہو گا اور فلاح پانے والوں میں سے ہو گا (سبحان اللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا يُّضٰعِفۡهُ لَـكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ۝١٧﴾[التغابن: 17]

اگر تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو گے طیب نفس سے اور اخلاص کی بنیاد پر یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ثواب کو دُگنا کر دے گا (اور یہ قرض ہے)۔

دیکھیں اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے ہماری کسی عبادت کی نہ ہمارے کسی مال کی، ہم اگر کسی کو صدقہ دیتے ہیں، یا اپنے بچوں کو نان نفقہ دیتے ہیں، بیویوں کو نان نفقہ دیتے ہیں جو ہمارے اوپر فرض ہے، یہ جو زکوۃ دیتے ہیں جو ہمارے اوپر فرض ہے، یا جو صدقات اور خیرات جو نفل ہیں وہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کیا پہنچتا ہے؟ جب ہم قربانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (خون بہہ جاتا ہے): اللہ تعالیٰ کو خون تو نہیں پہنچتا نا، اور گوشت ہم کھا جاتے ہیں یا مسکینوں کو جا کر دیتے ہیں، یا دوست احباب کھا جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ملتا کیا ہے؟ التقویٰ: ﴿التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾ (الحج:37): یہ بات ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ قرض ہے اور قرض حسنہ ہے، یعنی جب اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اُس سے بھی بڑھ کر اُس سے بھی دُگنا آپ کو عطا فرمائے گا۔

اور اُس سے بڑھ کر کہ ایک تو اُجر دُگنا ہوا: ﴿وَيَغْفِرْ لَكُمْ﴾: مغفرت بھی ہوئی۔

﴿وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾: اور اللہ تعالیٰ خوب قدردان ہے اور خوب بُردبار ہے۔

قدردان کس کا ہے اللہ تعالیٰ؟ جو خرچ کرتے ہیں۔ اور بُردبار حلیم کس پر ہے؟ جو خرچ نہیں کرتے ہیں (سبحان اللہ)، تا کہ اُن کو موقع دیا جائے اللہ تعالیٰ فوراً پکڑتا نہیں ہے فوراً سزا نہیں دیتا موقع دیتا ہے کہ انسان سنبھل جائے، اللہ تعالیٰ بُردبار ہے حلیم ہے، ڈھیل کافروں کے لیے ہے نافرمانوں کے لیے ہے، اور موقع ہے مومنوں کے لیے مسلمانوں کے لیے جو وقتی طور پر کوتاہیوں کا شکار ہیں اُن کے لیے بہترین موقع ہے کہ کب تک اس کوتاہی کا شکار رہو گے؟!

موت سے پہلے اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دے دیتا ہے لیکن ڈھیل اُن کے لیے ہے جو مرتے دم تک نافرمانی پر قائم رہتے ہیں (نعوذ باللہ)۔

پھر آخری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱۸﴾ [التغابن: 18]

اللہ سبحانہ و تعالیٰ خوب جاننے والا ہے ہر وہ چیز جو پوشیدہ ہے اور ہر وہ چیز جو حاضر ہے، اور وہ عزت والا غالب ہے، کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی اور وہ بڑی حکمت والا ہے اپنے اقوال اور اپنے افعال میں۔

065:سورۃ الطلاق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِىْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝١﴾[الطلاق: 1]

اس عظیم سورۃ کی پہلی آیت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے میرے نبی! جب آپ اور آپ کے ساتھ جو مومن ہیں (اہل ایمان جو ہیں) اگر آپ اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہتے ہیں تو اُن کو طلاق دیں اُن کی عدت میں، اور عدت یہ ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: ''في طهر لم يقع فيه جماع، أو في حَمْل ظاهر'': یا تو ایسی پاکیزگی میں یعنی حیض کی حالت نہ ہو اور ایسی پاکیزگی کی حالت ہو جس میں ہمبستری نہ ہوئی ہو، یا جب حمل ظاہر ہو تو حمل میں بھی طلاق دی جا سکتی ہے۔ ''واحفظوا العدة'': یعنی جو عدت ہے اسے اچھی طرح جان لو۔ وجہ کیا ہے؟ تاکہ اگر رجوع کرنا ہو اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بعد (اگر واپس کرنا ہو رجوع کرنا ہو) تو آسانی سے رجوع ہو سکے۔ جب عدت کا پتہ ہو گا آپ کو ڈیٹ (Date) معلوم ہو جائے گی کہ کب آپ نے کی ہے اور عدت کا وقت جب مقرر کر لیں گے آپ جب پتہ چل جائے گا تو رجوع عدت کے اندر آپ آسانی سے کر سکیں گے تاکہ آپ کو رجعت کا وقت معلوم ہو جائے۔

اور اگر آپ اُن کو واپس کرنا چاہتے ہیں عدت کے اندر تو آپ کے لیے یہ آسان ہو جائے گا، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اپنے ربّ سے ڈرو اور اُن کو اپنے گھروں سے نہ نکالو، دیکھیں یہ گھر عورتوں کا ہے ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ﴾: یعنی ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ﴾: ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ﴾ ((ذرا غور کریں اس پر) اور اُن کو اُن کے اپنے گھروں سے مت نکالو)۔

یہ گھر جو ہے ہمارا گھرانہ کیا ہے؟ شادی سے پہلے انسان والدین کے گھر میں رہتا ہے وہ سانجھا گھر سب کا ہوتا ہے شادی کے بعد گھر الگ ہو جاتا ہے، اگرچہ ایک گھر میں رہتا ہے لیکن کمرہ اُس کا سب سیٹ اپ الگ ہو جاتا ہے، یہ بیوی جب نئے گھر میں آتی ہے کہتے ہیں "گھر کی مالکن": سبحان اللہ۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ﴾: یعنی ان بیویوں کو جن کو تم لوگوں نے طلاق دی ہے اُن کے اپنے گھر مت نکالو، اور اُن کی عدت بھی اسی گھر میں ہو گی جس میں وہ رہتی ہیں۔ کب تک؟ یہاں تک کہ اُن کی عدت ختم نہ ہو جائے۔

عدت کیا ہے؟ کہ تین مینسچورل سائکل (Menstrual cycle: تین حیض جو ہیں) یہ عدت ہے اُن عورتوں کے لیے جن کو حیض کا خون جاری ہوتا ہے، یعنی چھوٹی بچی جس کو حیض نہ آیا ہو اور جس عورت کو یعنی عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے حیض کا خون رُک جائے جسے آئسۃ کہتے ہیں، تو یہ دونوں اس میں شامل نہیں ہیں کیونکہ (جیسے آگے بتاؤں گا میں) عورتوں کی قسمیں ہیں: وہ عورتیں جن کو حیض کا خون آتا ہے وہ، اور جن کو حیض کا خون نہیں آتا ہے۔

جو حیض کا خون آتا ہے تین مینسچورل سائکل (Menstrual cycle): ایک دفعہ حیض کا خون آیا (ایک)، پھر دوسرا، پھر تیسرا، یہ عدت ہے اس کے اندر اگر خاوند نے رجوع کر لیا ہے بشر طیکہ اُسے طلاق عدت میں دی ہو، یعنی: (۱) حیض کا خون جاری نہ ہو۔ (۲) اور دوسرا پاک ہو۔ (۳) اور اس پاکیزگی میں ہمبستری نہ ہوئی ہو۔

اگر اس طریقے سے کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے تو اس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے اب اُس کے پاس تین مینسچورل سائکل (Menstrual cycle) ہیں (تین حیض کا وقت ہے تین مہینے نہیں ہیں) جن کو حیض جاری ہوتا ہے تین مینسچورل سائکل (Menstrual cycle) ہیں اِن کے اندر اگر رجوع کر لیتا ہے تو اس کی بیوی ہے، اگر رجوع نہیں کرتا تو پھر اس پر حرام ہو جاتی ہے، پھر اُس کے لیے دو طلاقیں باقی ہیں، اب جب حرام ہو جاتی ہے اگر واپس کرنا چاہتا ہے عدت کے بعد پھر دوبارہ نکاح ہو گا، دوبارہ گواہ ہوں گے، دوبارہ ولی کی اجازت ہو گی، دوبارہ مہر ہو گا۔

اگر عدت کے اندر رجوع کرتا ہے تین مینسچورل سائکل (Menstrual cycle) کے اندر رجوع کرتا ہے پھر وہ اُس کی بیوی ہے، کوئی نیا کانٹریکٹ (Contract) نہیں ہے، کوئی نیا نکاح نہیں، کوئی نیا گواہ نہیں، کوئی نیا مہر نہیں ہے۔

یہ فرق ہے عدت سے پہلے اور عدت کے بعد، رجوع عدت کے اندر ہوا تین مینسچورل سائکل (Menstrual cycle) سے پہلے ہوا، جن عورتوں کو حیض کا خون جاری ہوتا ہے تو وہ اس کی بیوی ہے اس لیے کہا گیا ہے کہ تمہارا گھر ہے یہ، جیسے آگے بیان ہوگا کہ نان نفقہ بھی خاوند کے ذمے ہے کیونکہ اس کی بیوی ہے ۔عدت کے اندر بیوی بیوی رہتی ہے، طلاق کا لفظ ہو گیا عدت کے اندر ہے عدت ختم نہیں ہوئی تو نان نفقہ جو ہے گھر جو ہے جیسا کہ بیوی کا حق ہے وہی سارے حقوق ہوں گے۔ واضح ہے ؟اور عورتوں کے لیے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ گھر کو چھوڑ کر نکل جائیں: یہ بہت بڑی غلطی ہوتی ہے کہ عورت جب خاوند ایک طلاق دیتا ہے تو غصے میں آکر گھر کو چھوڑ کر نکل جاتی ہے، غلط ہے! نہ تو خاوند اُن کو گھروں سے نکالیں یہ اُن کے گھر ہیں (جب عدت کے اندر ہے کیوں نکالے گا وہ؟!) اُس کی بیوی اُس کا گھر ہے، اور وہ بھی گھر کو چھوڑ کر نہ جائیں۔

وجہ کیا ہے جانتے ہیں؟ گھر میں رہے گی تو پھر ایک دوسرے کا آمنا سامنا ہو گا پھر اچھی یادیں آجائیں گی کہ یہ میری بیوی تھے ہم کیسے رہتے تھے۔ تو پھر رجوع کرنا آسان ہوتا ہے کہ نہیں؟ لیکن جب وہ گھر کو چھوڑ کر چلی جائے شیطان بیچ میں آجاتا ہے نفرت مزید بڑھے گی کہ نہیں؟ تو جو نفرت ہے اور جو بغض ہے آپس میں جو ناچاقیاں ہیں بڑھیں گی کہ نہیں بڑھیں گی؟ بڑھیں گی نا!

تو اس لیے شریعت کو ہمیشہ دیکھیں قاعدہ کیا ہے شریعت کا؟ کہ گھر کو جوڑنا ہے توڑنا نہیں ہے، تو گھر کو جوڑنے کے سارے اقدامات کیے گئے ہیں (سبحان اللہ): مینسچورل سائکل (Menstrual cycle) جو ہے وہ تین ہیں ایک نہیں ہے تین کیوں ہیں؟ اس لیے کہ زیادہ دیر میں زیادہ چانس ہے واپس آنے کا (رجوع کرنے کا زیادہ چانس ہے) تاکہ مرد بھی اپنا دیکھ لے کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے کہ نہیں، عورت بھی اپنے آپ کو دیکھ لے کہ اُس سے غلطی ہوئی ہے کہ نہیں ہوئی، ہر بندہ اپنے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھے کہ اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو میں معافی مانگ لوں کیا جاتا ہے؟! گھر ہے، بچے ہیں، ایک ہی چھت کے اندر ہم رہے ہیں اس کو بچانے کے لیے ایسے معاملات ہو جاتے ہیں۔

تو دو چیزیں ہیں:

(۱) نہ تو خاوند اُس کو گھر سے نکالے یہ اُس کا گھر ہے۔

(۲) اور نہ ہی یہ بیوی جس کو طلاق خاوند نے دی ہے نہ یہ گھر سے نکلے اس کا گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے۔

اِلَّا یہ کہ کوئی ایسا گناہ کریں، ایسی فحاشی کریں جیسا کہ (نعوذ باللہ) زنا کریں جو ظاہر ہے تب تو اس کو یعنی گھر سے نکالا جا سکتا ہے۔

یہ جو احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے بیان کیے ہیں عدت کے تعلق سے طلاق کے تعلق سے جو ان سے تجاوز کرتا ہے یقیناً اُس نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے (اپنے اوپر ظلم کیا ہے) اور ہلاک کیا ہے، آپ نہیں جانتے اے طلاق دینے والے! ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طلاق کے بعد ایسا آسان معاملہ کر دے یعنی رجوع کرنا اُس کے لیے آسان ہو جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاِذَا بَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ فَارِقُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ وَّاَشۡهِدُوۡا ذَوَىۡ عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ وَاَقِيۡمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ‌ ؕ ذٰلِكُمۡ يُوۡعَظُ بِهٖ مَنۡ كَانَ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ‌ؕ وَمَنۡ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجۡعَلْ لَّهٗ مَخۡرَجًا ۝٢ وَّيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ‌ ؕ وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمۡرِهٖ‌ ؕ قَدۡ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَىۡءٍ قَدۡرًا ۝٣﴾ [الطلاق: 2-3]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جب بیوی جو ہے جب عدت ختم ہونے کے قریب آجائے تو آپ اُن سے رجوع کریں اور حسن معاشرت کریں (بہترین طریقے سے رہن سہن کریں) اور اُن پر نان نفقہ بھی جاری رکھیں، یا اُن کو چھوڑ دیں، طلاق مکمل ہو جائے اور اُن کا حق مکمل کریں معروف کے ساتھ اور اُن کو کوئی نقصان نہ

پہنچائیں، اور گواہی اُن کے رجوع کرنے پر یا طلاق پر دو مرد جو ہیں گواہ ہونے چاہیئں اور گواہوں کے لیے پھر یہ خاص تعلیمات ہیں کہ گواہی دینی ہے اللہ تعالیٰ کے لیے خالصتاً کسی اور اور چیز کے لیے نہیں، کوئی اس میں اپنا ذاتی مفاد نہیں ہونا چاہیے، اور یہ جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور جو موعظہ کیا ہے یہ اُن کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تقویٰ کا راستہ اختیار کرتا ہے اور ہر وہ عمل کرتا ہے جس کا اس کو حکم دیا گیا ہے (جس کا اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا ہے) اور ہر اس چیز سے اجتناب کرتا ہے جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے اسے منع کیا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے لیے تنگی میں آسانی پیدا کر دے گا اور اس کے لیے وسعت ہو جائے گی۔

اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے رزق کے دروازے اور رزق کے جو اسباب ہیں وہ میسر کر دے گا آسان کر دے گا اور وہاں سے اللہ تعالیٰ اس کو رزق عطا کرے گا جہاں پر اس کا گمان تک نہیں جاتا تھا، اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے کافی ہو جاتا ہے اور تمام اس کے جو معاملات ہیں جو پریشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ جو اپنے حکم کو جاری کرتا ہے، اور کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتی، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اجعل مقرر کر رکھا ہے جو اُس سے کوئی تجاوز کر نہیں سکتا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ④﴾ [الطلاق: 4]

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو مطلقہ عورتیں ہیں جن کا حیض کا خون رُک گیا ہے عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے، اگر تمہیں شک ہو جائے کہ اُن کا کیا حکم ہے اُن کی عدت کیسے پوری ہو گی؟ تو اُن کی عدت تین مہینے ہے، اور اسی طریقے سے وہ چھوٹی لڑکیاں جو ہیں جن کا حیض کا خون جاری نہیں ہوا ہے اُن کی بھی عدت تین مہینے ہے، اور جن کو حمل ہے وہ عورتیں جو حاملہ عورتیں ہیں اُن کی عدت یہ ہے کہ وہ حمل کو وضع کر لیں (جب تک ڈلیوری نہیں ہوتی، جب ڈلیوری ہو جاتی ہے عدت ختم ہو جاتی ہے)، اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور تقویٰ کا راستہ اختیار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسانی پیدا کر دیتا ہے دنیا میں اور آخرت میں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ⑤﴾ [الطلاق: 5]

یہ جس چیز کا ذکر کیا گیا ہے طلاق کے تعلق سے اور عدت کے تعلق سے اور رجوع کرنے کے تعلق سے یہ تمام چیزیں جو ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہیں جو تمہارے لیے اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اُتارا ہے تاکہ تم اُس پر عمل کرنے والے بن جاؤ، اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تقویٰ کا راستہ اختیار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے اجتناب کرتا رہتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے فرائض ہیں اور واجبات ہیں وہ ادا کرتا رہتا ہے اور عمل پیرا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ معاف کر دے گا اور مٹا دے گا اور اس کے لیے آخرت میں جو ہے بلند درجات عطا کرے گا اور اس کو اَجرِ عظیم عطا فرمائے گا اور جنت میں اُسے داخل کر دے گا۔

پھر معاملہ آجاتا ہے کہ عورت جب طلاق میں ہوتی ہے تو اس کا نان نفقہ اور اس کا رہن سہن کیسے ہونا چاہیے، پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَاۗرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۭ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ⑥﴾ [الطلاق: 6]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تمہاری جو مطلقہ بیویاں ہیں جو تم لوگوں نے طلاقیں دی ہیں عدت کے دوران جو ہیں وہ آپ کے ساتھ اپنے گھروں میں رہیں گی اور رہن ویسے ہو گا جیسا کہ پہلے تھا، جیسے تمہاری طاقت اور وسعت ہے اس کے مطابق، اُن کو نقصان ہرگز مت پہنچاؤ (یہ نہ سمجھو کہ یعنی طلاق تو دے دی ہے اب اس کا پہلے سے نان نفقہ کم ہو گیا ہے یا پہلے سے اس کو میں کوئی تکلیف پہنچاؤں یا ذہنی یا جسمانی کوئی بھی کسی قسم کی تکلیف یا نقصان نہیں ہونا چاہیے)۔

یہ دیکھیں نا شیطان جو ہے وہ بڑا کام کر دیتا ہے ایسے معاملے میں کہ غصہ ہوتا ہے، گھر میں کافی پریشانی ہوتی ہے اور کافی جھگڑے ہوتے ہیں تو کوئی ایسے مرد جو ہیں وہ ایک تو طلاق دے دی ہے پھر زیادتی بھی ہو جاتی ہے ظلم بھی ہو جاتا ہے! تو ظلم اور زیادتی سے بچنے کے لیے یہ اہم تعلیمات ہیں دیکھیں (سبحان اللہ) کہ اُن کو نہ تو کوئی نقصان پہنچانا ہے نہ کوئی تنگی ہونی چاہیے رہن سہن میں ﴿وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ﴾: نقصان بھی نہیں اور تنگی بھی نہیں ہونی چاہیے۔

اور اگر یہ بیویاں جو ہیں حاملہ ہیں جن کو تم لوگوں نے طلاق دی ہے تو نان نفقہ اُن کا اور جو بچہ پیٹ میں ہے وہ بھی تمہارے ذمے ہے، اور اگر وہ تمہارے بچے کو دودھ پلائیں (بچہ پیدا ہو گیا ہے) اور اس پر اُجرت انہوں نے لی ہے تو اُن کی اُجرت بھی اُن کو دینی چاہیے، اور ایک دوسرے کو تم بھلائی کا یعنی حکم دیتے رہو اور طیب نفس سے اور آسانی سے ایک دوسرے سے پیش آؤ، اور اگر رضاعت کے لئے تمہارا اتفاق نہیں ہوتا ہے کیونکہ رضاعت کا حق جو ہے وہ ماں کا ہے اگر ماں کہتی ہے کہ میں دودھ نہیں پلا سکتی ہوں تو پھر کسی اور باہر سے عورت جو ہے جب دودھ پلائے گی (اس کا نفقہ کس کے ذمے ہے ماں دے گی یا باپ دے گا؟ حق کس کا ہے؟ ماں نے پلانا ہے، اب ماں نہیں پلانا چاہتی) اس کا بھی نان نفقہ جو ہے وہ باپ کے ذمے ہے وہ بھی باپ دے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۭ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝﴾
[الطلاق: 7]

اب نان نفقے کی بات آ رہی ہے کہ کتنا نفقہ ہونا چاہیے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ہر خاوند جو ہے وہ اپنی طاقت کے مطابق اپنی بیوی پر خرچ کرتا ہے اور اپنے بچے پر، جس کو اللہ تعالیٰ نے کشادگی دی ہے وہ اس کے مطابق خرچ کرے، جس کے رزق میں تنگی ہے جو مسکین اور فقیر ہے وہ اتنا خرچ کرے جتنا اللہ تعالیٰ نے اس کو رزق دیا ہے، اللہ تعالیٰ فقیر پر وہ بوجھ نہیں ڈالتا جیسا کہ امیر پر ہے (اب امیر کا اور معاملہ ہے فقیر کا اور معاملہ ہے)، اور یقیناً اللہ تعالیٰ جو ہے تنگی کے بعد وسعت اور آسانی پیدا کرے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝﴾[الطلاق: 8-9]

اب یہ چند اہم باتیں ہوئی ہیں احکام ہیں طلاق کے تعلق سے جن کی پیروی کرنا لازمی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، جو نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ان احکام کو خصوصی طور پر طلاق کے تعلق سے، اور عمومی طور پر ہر جو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، اور سب سے بڑا جو پیغام ہے وہ توحید کا پیغام ہے اور شرک کے خاتمے کے احکام ہیں کہ شرک سے بچو اور موحد بن جاؤ، اور سنت کی اتباع کرو بدعت سے بچ جاؤ اور نافرمانیوں سے بچ جاؤ۔

اب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے دیکھیں، جو سابقہ امتیں ہیں جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اُن کے ساتھ کیا ہوا ہے تاکہ پتہ چلے اس مومن کو جو بیوی کو طلاق دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کی کیا سزا ہو سکتی ہے خصوصی طور پر جو موضوع ہے ہمارا سورۃ الطلاق ہم پڑھ رہے ہیں، اور عمومی طور پر ہر نافرمانی جو بھی نافرمانی کرتا ہے چاہے کافر ہو چاہے مسلمان ہو نافرمان ہے، جب اللہ تعالیٰ پکڑتا ہے پھر کیسے پکڑتا ہے!

دیکھیں پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بہت ساری ایسی بستیاں ہیں جس بستی کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی بھی نافرمانی کی ہے، اور اپنی سرکشی میں اور کفر میں نافرمانی میں آگے بڑھتے رہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ہم نے اُن کا حساب لیا اُن کے اعمال کا سخت شدید حساب لیا ہے اور اُن کو سخت عظیم جو منکر ہے اور عظیم عذاب کا مزا چکھایا ہے اور ان کی جو سوء عاقبت ہے اُن کے کفر اور تکبر اور نافرمانی کی وجہ سے یہی ہوا کہ وہ ہلاک ہوئے اور خسارہ پانے والوں میں سے ہوئے اور شدید خسارے کا سامنا کرنا پڑا اور بہت بُرا انجام ہوا اُن کا۔ وجہ کیا تھی؟ کہ اُن کا کفر نافرمانی جو وہ کیا کرتے تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۖ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۽ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝﴾ [الطلاق: 10-11]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لیے جو نافرمانی پر اور طغیانی پر اور سرکشی پر اُترے ہوئے ہیں اُن کے لیے اللہ تعالیٰ نے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے، اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی بھی نافرمانی کی ہے شدید عذاب کا وہ سامنا کریں گے، تو اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے خبردار ہو جاؤ وہ جو عقلمند لوگ ہوں، تمہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے اور خاص طور پر وہ جو لوگ ایمان لے کر آئے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر اور تصدیق کی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے رسولوں (علیہم الصلاۃ والسلام) کی اور شریعت پر بھی عمل پیرا ہوئے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اے مومنو! ذکر کو نازل کیا ہے جو تمہیں نصیحت کرتا رہتا ہے اور تمہیں خبردار بھی کرتا رہتا ہے، جو تمہارا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور جو فرمانبرداری تم کر چکے ہو جو عمل کر چکے ہو اس کے تعلق سے تمہیں آگاہ اور خبردار کرتا رہتا ہے، یہ ذکر جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے جو آپ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے وضاحت کے ساتھ (ان آیات کی جو تفسیر ہے وہ بھی یعنی بیان کرتا ہے) تاکہ حق کو باطل سے الگ الگ کر دے، اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے والے ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں تاکہ وہ کفر کی ظلمتوں سے نکل کر ایمان کے نور کی طرف واپس پلٹیں اور جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے عمل صالح کرتا رہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ ایسے باغات میں داخل کرے گا جس کے محلوں کے اور درختوں کے تلے نہریں جاری ہوتی ہیں جو اُس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے، یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جو مومن اور صالح لوگ ہیں جنت میں خاص رزق مقرر فرمایا ہے، اور یہ بہت ہی اَحسن اور بہترین رزق ہے مومنوں کا جنت میں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ڏ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝﴾ [الطلاق: 12]

پھر آخر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ واحد ہے جس نے سات آسمانوں کی طرح سات زمینوں کو بھی پیدا کیا ہے اور اُن میں اللہ تعالیٰ نے اپنا حکم نازل کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر وحی نازل کی ہے، اور تدبیر جو کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات میں آسمانوں اور زمین میں، اے لوگو! تاکہ تم خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتی، اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اپنے علم سے احاطہ کیا ہوا ہے کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کے نہ علم سے اور نہ ہی قدرت سے خارج ہے۔ اور بہت بڑا فائدہ ہے یہاں پر اس آخری آیت میں کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اسی طرح ہر چیز کا اللہ تعالیٰ عالم بھی ہے، جو لوگ تقدیر کا انکار کرتے ہیں کہتے ہیں "اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر نہیں ہے": تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا عالم بھی نہیں ہے!

تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دونوں کو جوڑ دیا ہے ذرا غور کریں "اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز کا اللہ تعالیٰ نے احاطہ کیا ہوا ہے": تو جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے منکر ہیں وہ پھر اللہ تعالیٰ کے علم کے منکر بھی لازم اُن کو ہونا چاہیے!

اللہ تعالیٰ کے علم پر سب کا اجماع ہے، اہل باطل بھی کہتے ہیں "کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز جانتا ہے": لیکن جو تقدیر کے منکر ہیں تقدیر کا انکار کر دیتے ہیں!

دیکھیں نا: ﴿لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (تاکہ خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (یعنی: کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کرتی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت سے باہر نہیں ہے، کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے باہر نہیں ہے)) ﴿وَّاَنَّ اللّٰهَ﴾ (اور بے شک اللہ تعالیٰ) ﴿قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾ (ہر چیز کا اللہ تعالیٰ نے یقیناً علم سے احاطہ کیا ہوا ہے)۔ اس عظیم سورۃ میں واضح پیغامات ہیں، چھوٹی سی سورۃ ہے اور طلاق کے مسئلے آپ دیکھیں کہ کتنے پیارے انداز سے بیان ہوئے ہیں! اور وقت نہیں ہے کہ میں وہ بھی چند اہم پیغام اس میں بیان کرتا، کبھی اس پر تفصیل سے تفسیر کے درس میں بیان کریں گے لیکن جو تفسیر

المیسر ہے چیز اہم باتیں اس موضوع کے تعلق سے کی ہیں۔اور طلاق کا معاملہ بہت سنگین معاملہ ہے بہت سارے لوگ اس معاملے سے غافل بھی ہیں انجان بھی ہیں،اور بہت سارے لوگ اس میں غلط فہمی کا شکار بھی ہیں، تو آج کے درس میں چند اہم باتیں (الحمد للہ) ہم نے کوشش کی ہے بیان کرنے کی کہ سنت کے مطابق طلاق کیا ہوتی ہے،اور اس کی ضد ہے بدعت کے مطابق طلاق "طلاق سُنّی، طلاق بدعی"۔

طلاق سنت عدت میں ہوتی ہے عدت کیا ہے ؟ کہ پاکیزگی میں بیوی کو طلاق دینا بشرطیکہ اس پاکیزگی میں جس میں جماع نہ ہوا ہو، یا حمل میں بھی۔

غلط فہمی یہ تھی لوگوں میں کہ حمل میں طلاق واقع نہیں ہوتی،اور حیض میں واقع ہوتی ہے (اُلٹا): سچ بات یہ ہے کہ حیض میں واقع نہیں ہوتی کیونکہ پاک ہونا چاہیے،اور حمل میں واقع ہوتی ہے۔

اور عدت جو ہے مختلف قسم کی عورتیں ہیں:

(۱) عورت یا تو حائضہ ہوگی یعنی حیض کو خون جاری ہوتا ہے۔

(۲) یا وہ جس کو حیض کا خون نہیں آتا ہے۔

(۳) یا حاملہ ہوگی۔

تین قسم کی عورتیں ہیں:

(۱) جس کو حیض کا خون جاری ہوتا ہے اس کی عدت تین مینسچورل سائکل (Menstrual cycle) ہے (تین حیض ہیں)۔

(۲) جس کو حیض کا کون جاری نہیں ہوتا ہے تین مہینے ہیں۔

(۳) اور جو حاملہ ہے ﴿حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (جب تک کہ وہ اپنے حمل کو وضع نہیں کر جاتی (ڈیلوری نہیں ہو جاتی) (الطلاق:6)۔

تو یہ عدت ہے طلاق کی۔

066:سورۃ التحریم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾[التحريم: 1]

اے نبی! آپ کیوں اپنے آپ کو اس حلال سے منع کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال مقرر کیا ہے اپنی بیویوں کو خوش کرنے کے لیے؟ اور اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت کرنے والا ہے اور خوب مہربان ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝﴾[التحريم: 2]

یقیناً اللہ تعالیٰ نے اے مومنو! تمہارے لیے قسموں کے کفارے کو مشروع قرار دیا ہے، اور قسم کا کفارہ جو ہے وہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے، یا اُن کو کپڑے پہنائے جائیں، یا ایک گردن آزاد کی جائے؛ جو اِن چیزوں میں سے کسی چیز کو نہ پائے تو پھر وہ تین دنوں کا روزہ رکھے، اور اللہ تعالیٰ تمہارا ناصر ہے تمہارا مددگار ہے اور تمہارے تمام اُمور کا متولی ہے، اور وہ خوب جاننے والا ہے ہر اُس چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے جو تمہارے لیے بھلائی کا باعث بنے اور اسے تمہارے لیے مشروع کر دیتا ہے اور وہ بڑی حکمت والا ہے اپنے اقوال اور افعال میں۔

قصہ یہ ہے مختصر بتادوں تاکہ بات آسان ہو جائے؛ سورۃ التحریم جو ہے تحریم حرام سے لیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اوپر بعض حلال چیزوں کو حرام کر دیا؛ علماء یہ کہتے ہیں کہ شہد کا ذکر بھی آتا ہے اور ایک لونڈی کا ذکر بھی آتا ہے، اور یہ دونوں چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حلال ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اوپر ان چیزوں کو حرام کر دیا تھا اپنی بعض بیویوں کو خوش کرنے کے لیے، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمایا ہے؛ اب آیئے دیکھتے ہیں اصل قصہ کیا ہے اور کس طریقے سے یہ بات ہوئی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝﴾[التحريم: 3]

اور جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیوی یعنی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے ایک راز کی بات کی، اور پھر سیدہ حفصہ نے اس راز کی بات کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچا دیا، اور اللہ تعالیٰ نے اس معاملے کو اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مطلع فرمایا اور خبر دے دی کہ جو راز کی بات آپ نے سیدہ حفصہ سے کی ہے سیدہ حفصہ نے اس راز کی بات کو جا کر سیدہ عائشہ کو بتا دیا ہے؛

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ بات جو سیدہ حفصہ نے سیدہ عائشہ سے کی اُس میں سے ساری بات نہیں بتائی اُس میں سے کچھ حصہ بتایا ہے اور کچھ حصے کو نہیں بتایا ہے اُن کا احترام کرتے ہوئے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بات بتادی ہے تو سیدہ حفصہ نے عرض کی ہے کہ آپ کو اس بات کی خبر کس نے دی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "العلیم الخبیر نے" اللہ تعالیٰ نے جو خوب علم والا ہے اور بڑا باخبر ہے جس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے اُس نے مجھے خبر دی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝﴾
[التحريم: 4]

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے دونوں بیویوں کے تعلق سے (سیدہ حفصہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کے تعلق سے): کہ آپ دونوں اگر توبہ کرتی ہیں اور واپس پلٹتی ہیں تو یقیناً تم دونوں سے ایسا معاملہ ہوا ہے جس سے تم پر توبہ واجب ہو گئی ہے، تم دونوں کے دل جو ہیں وہ اس طرف مائل ہو گئے ہیں کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہیں ہے (کہ جو راز کو فاش کیا ہے اس کے تعلق سے)، اور اگر یعنی آپ توبہ نہیں کرتیں اور دونوں ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں اُس چیز پر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناپسند ہے تو پھر یہ خوب جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوست ہے مددگار ہے نصرت کرنے والا ہے اور جبریل امین بھی، اور صالح مؤمنین (جو نیک اللہ کے بندے ہیں) وہ بھی، اور اس کے بعد جو اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں وہ بھی خوب مدد اور نصرت کرنے والے ہیں ہر اُس شخص کے خلاف مددگار ہوں گے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچاتے ہیں یا عداوت کرتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰۗىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰۗىِٕحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝﴾[التحريم: 5]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ یہ بیان فرماتے ہیں: کہ تمہارا ربّ جو ہے اگر اے بیویو! تمہیں طلاق دے دیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اللہ تعالیٰ پھر آپ کے بدلے ایسی بیویاں عطا فرمائے گا (دیکھیں وصف دیکھیں): ﴿مُسْلِمٰتٍ﴾ جو فرمانبردار ہوں، اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے والی ہوں) ﴿مُّؤْمِنٰتٍ﴾ (مومن عورتیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھنے والی ہوں) ﴿قٰنِتٰتٍ﴾ (یعنی مطیعات: فرمانبردار)؛ اور: ﴿تٰۗىِٕبٰتٍ﴾ (توبہ کرنے والیاں جو واپس پلٹتی ہیں اپنے ربّ کی طرف)؛ اگلا وصف دیکھیں ﴿عٰبِدٰتٍ﴾ (عبادت گزار) ﴿سٰۗىِٕحٰتٍ﴾ (روزہ رکھنے والی) ﴿ثَيِّبٰتٍ﴾ (جو پہلے سے خاوند والی تھیں، یعنی جو پہلے سے شادی شدہ تھیں بیوہ یا مطلقہ) ﴿وَّاَبْكَارًا﴾ (کنواریاں)۔

یعنی دو راستے ہیں: (۱) ایک تو توبہ کا راستہ ہے۔ (۲) اگر توبہ کا راستہ نہیں اختیار کرتیں تو پھر خبر مل گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ مددگار ہے، اور فرشتے بھی مومن بھی سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام بھی، یہ سارے؛ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلاق دے دیں پھر اللہ تعالیٰ ایسی بیویاں عطا فرمائے گا تمہارے بدلے جن میں یہ وصف پائے جائیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دی ہے بیویوں کو؟ نہیں۔

کیا سیدہ حفصہ اور سیدہ عائشہ سے کوئی بھی عورت بہتر ہو سکتی ہے؟ نہیں۔

تو یہاں تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں عطا فرمائے گا جن میں یہ وصف ثابت ہوں؟ بہتر ہو سکتی ہیں کیا خیال ہے؟! کیونکہ روافض نے کہا ہے قرآن مجید میں دلیل ہے کہ ان سے بہتر اور عورتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ تمہارے بدلے ایسی عورتیں ہوں گی!

اسی آیت میں دلیل ہے کہ سب سے زیادہ مسلمات، مؤمنات، قانتات، تائبات، عابدات، سائحات کون ہیں؟ یہ دونوں ہیں اور تمام اُمہات المؤمنین ہیں۔

اسی آیت میں دلیل ہے کیونکہ ایسا عمل کیا ہی نہیں ہے جس کی وجہ سے ایسا ہوا اگر آپ کر لیتے اور بدل لیتے تب تو بات تھی، جب ایسا عمل ہوا ہی نہیں ہے طلاق بھی نہیں ہوئی اور ایسا عمل بھی نہیں ہوا اور توبہ بھی کر لی ہے تو باقی کیا بچا پھر؟!

تو ان تمام صفات میں کون فٹ (Fit) ہوتا ہے؟ اُمہات المؤمنین (اللہ اکبر)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۝﴾[التحریم: 6]

اے وہ جو اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہو، تصدیق کی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اللہ تعالیٰ کی شریعت پر عمل پیرا ہوئے، اپنے نفس کی حفاظت کرو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے، جو حکم تمہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اُس کی تعمیل کرتے ہوئے جس چیز سے منع کیا ہے اس سے اجتناب کرتے ہوئے، اور اپنے گھر والوں کی بھی حفاظت کرو جیسے کہ تم اپنی حفاظت کرتے ہو اُس آگ سے جس کا ایندھن لوگ ہیں اور پتھر ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ کے ایسے طاقتور اور سخت فرشتے معین ہیں جو عذاب دینے والے ہیں یعنی جو جہنمی لوگ ہیں اُن کو، جو اللہ تعالیٰ کی کبھی نافرمانی نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور ویسے کرتے ہیں جیسا اُن کو حکم دیا جاتا ہے۔

یہ عظیم آیت ہے بھائی! اس میں تھوڑا غور کریں:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ (سب سے پہلے اپنے آپ کو بچاؤ) ﴿وَاَهْلِيْكُمْ﴾ (اپنے گھر والوں کو بچاؤ)؛ کس چیز سے؟ ﴿نَارًا﴾ ((دیکھو نکرۃ ہے) ایسی آگ جس کا ایندھن) ﴿وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ (ایندھن دنیا کی آگ کے لیے لکڑی ہے پیٹرول ہے گیس وغیرہ یہ چیزیں ہیں نا؛ جہنم کی آگ کا ایندھن یہ چیزیں نہیں ہیں، انسان ہیں اور پتھر ہیں)۔ پتھر کبھی ایندھن بنتا ہے یہ دیکھا ہے کبھی آپ نے؟! جس آگ کا ایندھن پتھر ہوں وہ آگ کیسے ہو گی؟! (نعوذ باللہ)۔ یعنی یہ آگ جو ہے وہ انسانوں سے جلتی رہے گی، انسانوں کو جلائے گی (جہنمیوں کو) اور یہی جہنمی اُس آگ کا ایندھن بھی بن جائیں گے (نعوذ باللہ)! یعنی بہت ہی سخت قسم کی آگ ہے! اور اگلے الفاظ دیکھیں اس سے بڑی سختی دیکھیں کہ اس پر ایسے فرشتے مقرر ہیں عذاب دینے کے لیے؛ ایک تو آگ خود عذاب ہے جہنم کی آگ جو ہے اور پر اُس پر مقرر جو فرشتے ہیں اُن کا وصف دیکھیں ذرا (آگ کا ایندھن تو انسان اور پتھر ہیں) ایسے فرشتے مقرر ہیں ﴿عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ﴾: بہت ہی سختی کرنے والے سخت فرشتے ہیں؛ یعنی عذاب دینے میں کبھی کوئی نرمی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

﴿لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ﴾ (کبھی نافرمانی اپنے ربّ کی نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں) ﴿وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ (وہ کرتے ہیں جو اُن کو کہا جاتا ہے جو اُن کو حکم دیا جاتا ہے)۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ ہے ایسی آگ سے (نعوذ باللہ من نار جهنم)!

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝﴾[التحریم: 7]

اور اُن کو کہا جائے گا جنہوں نے کفر کیا اور انکار کیا کہ اللہ تعالیٰ اِلٰہ حق ہے جب اُن کو جہنم میں داخل کیا جائے گا کہ اب تم کوئی بہانہ نہ ڈھونڈو تمہیں تمہارے کیے کی سزا دی جا رہی ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے (جو جہنم کی سزا ہے عذاب جو ہے یہ وہ اعمال ہیں جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے)۔

کافر کا سب سے بُرا عمل کیا ہے؟ کفر ہے؛ کافر انکار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِلٰہ حق ہے، اس لیے اس کفر کی سزا جو ہے اسے جہنم میں ملتی ہے اس کفر کی وجہ سے، پھر اُس دن وہ بہانے ڈھونڈے گا، اب کوئی بہانہ نہیں چلے گا اب سزا کا وقت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اہل ایمان کے لیے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝﴾[التحریم: 8]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے وہ جو ایمان لائے ہو اور تصدیق کی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اللہ تعالیٰ کی شریعت پر عمل کرنے والے بنے، واپس پلٹو اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف؛ ایسی توبہ جس کے بعد کوئی معصیت باقی نہ رہے (یعنی سچی توبہ)، عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہارے گناہ مٹا دے گا جو تم لوگوں نے کیے ہیں، اور تمہیں ایسے باغات میں جنتوں میں داخل کرے گا جس کے محلات اور درختوں کے تلے نہریں جاری ہیں، جس دن اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور مومنوں کو رُسوا نہیں کرے گا اور اُن کو عذاب نہیں دے گا بلکہ اُن کی شان کو بلند فرمائے گا اور ان کا ایسا نور ہوگا جو اُن کے آگے چلتا جائے گا اور دائیں طرف چلتا جائے گا جب وہ پُل صراط کو پار کریں گے، اور یہ نور جو ہے ان کے اعمال کی مانند ہوگا (جیسے اعمال ہوں گے ویسے یہ نور ہوگا) اور اُس وقت یہ کہیں گے: "رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا" (اے ہمارے ربّ! ہمارے نور کو ہمارے لیے تمام کر دے یہاں تک کہ ہم پُل صراط کو پار کر لیں، اور ہماری رہنمائی فرما جنت کی طرف، اور ہمارے گناہوں کو معاف کر دے بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

اللہ اکبر: بڑی عظیم دعا ہے واللہ! اور پُل صراط حق ہے اور پُل صراط کا قاعدہ یہ ہے کہ کافر اور منافق کبھی پُل صراط پار نہیں کر سکیں گے، مومن ہی پُل صراط پار کریں گے، جو اہل ایمان ہیں وہ پار کریں گے، جو کبیرہ گناہ والے ہیں اُن میں سے بعض اگر اُن کے گناہ زیادہ ثابت ہو گئے اُن کے نیک اعمال پر حاوی ہو گئے تو پھر وہ جہنم رسید ہو جائیں گے اور یعنی مختلف قسم کے لوگ مختلف اسپیڈ (Speed) مختلف رفتار سے پار کریں گے۔

دیکھیں دعا بڑی پیاری ہے: ﴿وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا﴾: اور یہ پُل صراط جب پار ہوگا تو نور سے ہوگا کیونکہ ہر طرف ظلمت ہوگی تاریکی ہوگی کچھ نظر نہیں آئے گا، جس کو اللہ تعالیٰ نے اس ایمان کا نور عطا فرمائے ہے اس ایمان کے نور سے پار کریں گے اور دعا کریں گے: ﴿رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا﴾ دیکھیں مغفرت کی دعا وہاں پر بھی؛ ﴿إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝﴾ [التحريم: 9]

اے نبی! آپ جہاد کریں اُن لوگوں کے خلاف جنہوں نے کفر کو ظاہر کیا ہے اور اس کا اعلان کیا ہے، تلوار سے جہاد کریں، اور منافقین کا جہاد جو ہے حجت اور برہان اور اقامت الحدود اور اللہ تعالیٰ کے دین کے شعائر کی اقامت کرنے میں جہاد کریں (یعنی جہاد کے دو طریقے ہیں: اہل کفر کے ساتھ جو جہاد کیا جاتا ہے وہ تلوار سے کیا جاتا ہے، اور منافقین سے جہاد جو کیا جاتا ہے وہ علم سے، حجت اور برہان قائم کرنے سے ہوتا ہے)؛ اور دونوں فریقین کے لیے آپ سختی سے جہاد کریں اور اُن کا ٹھکانہ جس کی طرف یہ جا رہے ہیں آخرت میں جہنم ہے، اور بہت ہی بُری جگہ ہے جس کی طرف یہ پلٹتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ ۖ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ ۝﴾ [التحريم: 10]

اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی ہے اُن کافروں کی جو مسلمانوں کے ساتھ رہتے ہیں اور اُن سے معاشرت کرتے ہیں کہ ان کافروں کو ان مسلمانوں کے ساتھ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں پہنچنے والا اُن کے کفر کی وجہ سے (قیامت کے دن اُن کا رہن سہن مسلمانوں کے ساتھ کوئی فائدہ نہیں ہے)۔

اور اس کی مثال دی ہے اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کے دو پیارے انبیاء کی بیویوں کی سیدنا نوح اور سیدنا لوط علیہم الصلاۃ والسلام کی بیویوں؛ یہ دونوں جو ہیں اللہ تعالیٰ کے ان دو پیارے نبی جو اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں میں سے ہیں اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اِن کی عصمت میں تھیں بیویاں تھیں اُن سے خیانت ہوئی دین میں، یعنی کافر تھیں دونوں (مسلمان نہیں تھیں) لیکن اُن کے دونوں رسول خاوند جو ہیں اُن کو فائدہ نہ دے سکے (کتنا بڑا رشتہ ہے ازدواجی رشتہ کہ نبی کی بیوی کو کفر کی وجہ سے عذاب ہوگا کہ اُن کے دونوں خاوند جو ہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچا سکے وہ بچ نہ سکیں اللہ کے عذاب سے) اور دونوں کو کہا گیا:

﴿اُدْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ﴾ (تم دونوں جو ہو جہنم میں داخل ہو جاؤ آگ میں داخل ہو جاؤ داخل ہونے والوں کے ساتھ)؛ یعنی اس مثال میں یہ دلیل ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی قربت جو ہے اور صالحین کی قربت جو ہے رشتے داری جو ہے وہ بُرے عمل کے ساتھ کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی۔

اور اصل پیغام کس کے لیے ہے؟ ابو جہل ابو لہب جو قریبی رشتے دار تھے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُن کے پیغام تھا، اور ہر اُس شخص کے لیے (عموماً) جو گناہگار ہیں گناہ کرتے ہیں گناہ کرتے جاتے ہیں توبہ نہیں کرتے اور اُن کے والدین میں سے کوئی، یا قریبی رشتے داروں میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کا نیک اور صالح بندہ ہو، تو یاد رکھیں تمہارے اپنے اعمال ہیں اُن کے اپنے اعمال ہیں، کفر سے بڑھ کر اور شرک اکبر سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں ہے؛ تو جو شرک کرنے والے ہیں (شرک اکبر) اور جو کفر کرنے والے ہیں اگر اُن کا رشتہ کسی مسلمان سے ہے مومن سے ہے تو کوئی فائدہ نہیں پہنچنے والا!

کیوں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ دو مثالیں دی ہیں کہ اگر نبی کی بیوی کو نبی کی نبوت سے فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا تو پھر کس کو فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟!

پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری مثال دی ہے:

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝١١﴾ [التحریم: 11]

وہ مثال تھی اہل کفر کے لیے (کافروں کے لیے)؛ اب یہ دوسری مثال جو ہے اہل ایمان کے لیے ہے، بڑی پیاری مثال ہے سنیں ذرا۔

اللہ تعالیٰ نے مثال دی ہے اُن لوگوں کے لیے جو مومن ہیں جنہوں نے تصدیق کی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے توحید کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی شریعت پر عمل پیرا ہوئے، کہ اِن مومنوں کو کافروں کے ساتھ رہن سہن کا کوئی نقصان نہیں پہنچے گا جو اُن کے ساتھ کوئی معاملہ کرتے ہیں، اُن کی مثال ایسی ہے جیسا کہ فرعون کی بیوی کی مثال ہے فرعون کی بیوی جو ہے مومنہ تھیں اور عظیم عورت تھیں مومنوں میں سے جیسے حدیث میں آیا ہے (کامل عورتوں میں سے تھیں "آسیہ بنت مزاحم علیہا الصلاۃ والسلام") جو سب سے بڑا کافر تھا اس کی عصمت میں تھیں بیوی تھیں بڑی پیاری دعا کی ہے (دعا پر غور کریں ذرا) فرماتی ہیں: ﴿قَالَتْ رَبِّ﴾ (اے میرے ربّ!) ﴿ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ﴾ (میرے لیے گھر بنا دے) ﴿عِنْدَكَ﴾: اللہ کے پاس اللہ کے قریب، جنت بعد میں ہے ﴿بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ﴾: کیونکہ جنت درجات برابر نہیں ہیں؛ "جو سب سے بلند درجہ ہے جنت کا اے اللہ تعالیٰ! جو تیرے قریب ہے مجھے وہ جنت چاہیے": اور پھر جس تکلیف میں تھیں عذاب میں تھیں: ﴿وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ﴾: تکلیف برداشت ہے لیکن یہ مقام لازمی چاہیے (سبحان اللہ)، نجات کی دعا بعد میں ہے ﴿وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾: یعنی اللہ تعالیٰ مجھے اپنے قریب جنت میں گھر دے دے جگہ دے دے اور مجھے فرعون کے فتنے اور شر سے بچا، جو بھی شر کے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے اُس سے بچا، اور جو قوم ہے ظلم کرنے والے گمراہ جو ہیں اللہ تعالیٰ مجھے اُن کے عذاب اور تکلیف سے بچا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ کی آخری آیت میں:

﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝١٢﴾ [التحریم: 12]

اور اللہ تعالیٰ نے ایک اور مثال دی ہے مومنوں کے لیے کیونکہ دو مثالیں کافروں کے لیے ہیں، اب دو مثالیں مومنوں کے لیے بھی ہیں۔

تو مومنوں کے لیے جو دوسری مثال ہے وہ سیدہ مریم بنت عمران علیہا الصلاۃ والسلام کی ہے جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے زناکاری سے پاک رہی ہیں، اللہ تعالیٰ نے سیدنا جبریل اُمین علیہ الصلاۃ والسلام کو حکم دیا ہے کہ پھونک مارے اُن کی قمیص میں (قمیص کہتے ہیں اس جگہ کو یہ گلے کی جگہ جو ہے)، تو یہ جو پھونک ہے اللہ تعالیٰ کے کلمے کی پھونک جو ہے وہ رحم تک پہنچی اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا حمل ٹھہرا اور اپنے ربّ کے جو تمام کلمات ہیں سب کی تصدیق کی ہے اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی شریعت تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مشروع فرمائی اُس تمام شریعت پر عمل پیرا ہوئیں، اور جو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر کتابیں نازل کی ہیں تمام پر ایمان لائی ہیں، اور ﴿وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ﴾: یعنی بڑی عبادت گزار اور قانتین میں سے تھیں۔

یہ اس عظیم سورۃ کی مختصر اور مُیسّر تفسیر ہے اور اس میں آپ دیکھیں جو آخری دو مثالیں ہیں اہل کفر اور اہل ایمان کے لیے کہ کافر کو مسلمان سے دوستی یا قربت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا جب تک وہ اپنے کفر پر قائم ہے، اور مومن کو اگر اس کا تعلق کسی کافر سے ہے دنیاوی کوئی تعلق ہے تو اس تعلق کی وجہ سے اس مومن کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا؛ کیونکہ اس سورۃ میں زیادہ تر عورتوں کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں اُمہات المؤمنین کا ذکر ہے اور امرأۃ فرعون کا ذکر ہے، پھر مریم بنت عمران کا ذکر بھی آخری آیت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلمے سے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا فرمایا ہے اور یہ عظیم عورتوں میں سے ایک عظیم عورت ہیں؛ اور اُنہیں دیکھیں آخر میں یعنی قانتین میں سے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ قانتین میں سے ہیں۔

اور قانِت کسے کہتے ہیں؟ جو سب سے زیادہ فرمانبردار اور عبادت گزار اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے والی ہوں۔

واللہ اعلم

"سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو دروس (التّفسیر المُیسّر) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

دروس